ہفت روزہ

ترجمان اسلام

لاہور

نگرانِ اعلیٰ:

حضرت مولانا مفتی محمود

18
42931

اسلامی اقتدار کا نقیب!

فقید المثال

نظام شریعة کنونشن

سے خطاب کرتے ہوئے قائدِ جمعیة نے فرمایا!

کہ جمعیة علماء اسلام سے وابستہ تمام افراد ترجمان اسلام

کی اشاعت میں بھرپور حصہ لیں۔

آپ نے فرمایا:

"جمعیة علماء اسلام کے ہر رکن کیلئے "ترجمان اسلام"

خریدنا ضروری ہے" لہذا ہم امید کرتے ہیں کہ مفتی صاحب

کے ارشاد کی تعمیل کرتے ہوئے خصوصاً احباب جمعیة فوراً

زر تعاون ارسال فرمائیں گے۔

اب بھی نہ مانو گے؟

جو ہم کہتے رہے اے مہرباں اب بھی نہ مانو گے
لٹیرا ہے امیرِ کارواں، اب بھی نہ مانو گے؟
یہ کلیاں نوچنے والوں، یہ گلچینوں کی ٹولی ہے
کوئی ان میں نہیں ہے باغباں، اب بھی نہ مانو گے؟
نطام گلستاں، تم نے دیا تھا جن کے ہاتھوں میں
اجاڑا ہے انہوں نے گلستاں، اب بھی نہ مانو گے؟
تو ہی ذلت اٹھائی دوستی کے وعدہ اؤں سے!
بہت جگ میں ہوئی رسوائیاں، اب بھی نہ مانو گے؟
مجھے دشنام دیتے تھے، اڑاتے تھے ہنسی میری!
بجا کرتا تھا میں شورِ فغاں، اب بھی نہ مانو گے؟
ہنسا کرتے تھے جو میری فغاں پر مل کے ظالم سے
ہوئے ہیں وہ بھی مجبورِ فغاں، اب بھی نہ مانو گے؟
وہی ظالم جواب آنے لگے مظلوم بن بن کر!
کہاں تک لو گے ان کا امتحاں، اب بھی نہ مانو گے؟
جہاں جھکنے سے ملتی ہے بلندی دونوں عالم میں
فقط وہ ہے خدا کا آستاں، اب بھی نہ مانو گے؟

بنایا تھا جنہیں اپنا محافظ تم نے گیلانی!
انہی کی آستیں ہے خونچکاں، اب بھی نہ مانو گے؟

سید امین گیلانی

غرناطہ ریسٹوران ایئرکنڈیشنڈ جہلم

ہفت روزہ
ترجمان اسلام
لاہور

جلد نمبر ۱۸ شمارہ نمبر ۴۲

جمعۃ المبارک ۲۵ شوال ۱۳۹۵ھ، ۳۱ اکتوبر ۱۹۷۵ء

سرپرست
مولانا عبید اللہ انور

رئیس الادارہ
اکرام القادری

مجلس ادارت
مولانا سعید احمد رائے پوری
سید مطلوب علی زیدی
عمیر الہاشمی

★ ★

بدل اشتراک

سالانہ ــــــ ۳۸ روپے
ششماہی ــــــ ۱۹ روپے
سہ ماہی ــــــ ۹/۵۰ روپے

فی پرچہ:
۷۵ پیسے

اداریہ

اکرام القادری

تاریخ ساز فیصلہ

عوامی" "جمہوری اور ملک کو اسلامی دستور دینے کی دعویدار حکومت کی طرف سے ہزارہا پابندیوں، رکاوٹوں اور بے چینیوں کے باوجود نظام شریعت کنونشن گوجرانوالہ کے تاریخی شہر میں ہوا اور خوب ہوا، ملک کا کوئی گوشہ ہوگا جہاں سے لوگ دیوانہ وار نظام شریعت کنونشن میں شرکت کی سعادت حاصل کرنے نہ آئے ہوں۔ اتنی کثیر تعداد میں لوگوں کا دور دراز سفر کی صعوبتیں برداشت کرکے آنے کا مقصد صرف اور صرف یہ تھا کہ وہ اس نعرہ کی بالفعل تنفیذ کے لیے کوشاں ہوں، جو پاکستان کے معرض وجود میں آنے سے قبل قائدین پاکستان نے مسلمان عوام کے سامنے لگایا تھا اور جسے اب یکسر فراموش کر دیا گیا ہے۔

فراموش کر دینے سے ہماری مراد یہ نہیں کہ اب وہ نعرہ نہیں لگایا جاتا، نعرہ لگایا جاتا ہے اور بڑی بلند آہنگی و شدومد سے لگایا جاتا ہے، بلکہ اب اس کے لیے پہلے سے زیادہ جاذب و پرکشش الفاظ تراش لیے گئے ہیں۔ "نظریہ پاکستان"۔ "ملک کی فکری بنیادوں کا تحفظ" "پاکستان کا مقصدِ تخلیق" قومی تشخص اور دیگر اسی قسم کے نعرے آج بھی کثرت سے لگائے جا رہے ہیں اور یہ بے روح، مہمل و مبہم نعرے اس وقت تک لگائے جاتے رہیں گے جب تک ہمارے ملک کے کالے فرنگیوں کو یہ یقین نہیں ہو جاتا کہ اس ملک میں بسنے والے کروڑوں مسلمان عوام اسلام کی شاہراہِ اعظم کو چھوڑ کر لادینیت کی ہلاکت آفرین پگ ڈنڈیوں پر چلنا شروع ہو گئے ہیں۔

مغربی جمہوریت اور سرمایہ دارانہ تباہ کن نظام کے ان پرستاروں کے نزدیک اقتدار رسی کا آسان ترین راستہ ہی یہ ہے کہ اس قسم کے خوش نما نعرے لگا کر اسلامیان پاکستان کی ہمدردیاں حاصل کی جائیں تخلیق پاکستان کے وقت سے یہ نسخۂ کیمیا ان رہنمایان ملک و ملت کے ایسا ہاتھ لگا ہے کہ ان کے اقتدار کی صحت کو مضمحل ہونے نہیں دیتا۔ "یہ" "شرفاء" جب چاہیں دام ہم رنگ زمیں بچھا کر سادہ لوح مسلمانوں کو شکار کر لیتے ہیں۔ ۲۸ سال سے مفلوک الحال اور اسلام کے نام پر مر مٹنے والے مسلمانوں کی ہڈیوں کے ڈھیر پر یہ "یہی خطبانِ اسلام" اقتدار کا تختِ زرّیں بچھا کر دادِ عیش دے رہے ہیں، من مانیاں کر رہے ہیں، خرمستیوں میں مبتلا ہیں اور دندنا رہے ہیں۔

ان تمام واقعات، مشاہدات اور حقائق کے باوجود اگر اب بھی اسلامیانِ پاکستان نے ان کے دعووں، نعروں اور وعدوں کو ان کے عمل کی میزان پر نہ تولا تو ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ پھر کبھی اس ملک کو نظام شریعت کی بہاریں نصیب نہ ہوں گی۔ عامۃ المسلمین اگر یونہی خالی خولی نعروں کے فریب میں آتے رہے تو ہم اعتماد و یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ جس طرح آج تک نظام شریعت کے نفاذ کی بیل منڈھے نہیں چڑھی۔ آئندہ بھی اس کا کوئی امکان نہیں ہے۔

نظام شریعت اگر اس ملک میں جاری و ساری ہو سکتا ہے تو وہ انہی اولوالعزم لوگوں کے ذریعہ سے ہوگا جنہوں نے خود اپنی عملی زندگی میں بالفعل اس نظام عدل و مساوات کو نافذ کیا ہوا ہے اور جو

پرنٹر پبلشر [illegible] پریس میں چھپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع کیا

محض اقتدار رسی کے لیے نہیں، بلکہ خلوص و للّٰہیت نظام شریعت کی تنفیذ و ترویج کے لیے شبانہ روز، بے لوث جہد و سعی کر رہے ہیں۔ جن کی زندگیاں اسلاف کی زندگیوں کا نمونہ ہیں جو اسلام کے عملی نفاذ کی راہ میں رکاوٹ بننے والے۔ اقتدار کو پائے استحقار سے ٹھکرا سکتے ہیں۔ جنہوں نے اسلام کا گہری نظر سے مطالعہ کیا ہے۔ جن کی زندگیاں بے داغ، دماغ روشن اور سینے نور ایمان سے منور ہیں۔

لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ بار بار کے تجربوں کے بعد بھی ہمارے ملک کے فریب خوردہ اور تشنہ لب عوام سراب کو پانی سمجھ کر اس کی طرف پروانہ وار دوڑ پڑتے ہیں۔ نتیجہ خسران مبین کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔

ہمیں یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ اگر پاکستان کے عوام سچ اور جھوٹ، غلط اور صحیح، اجالے اور روشنی، نعرے اور حقیقت اور تلخی و شیرینی میں امتیاز کرنا سیکھ جائیں اور زہر ہلاہل کو قند کنا ترک کر دیں تو بہت جلد وہ نعرہ حقیقت بن سکتا ہے، جو قیام پاکستان کے وقت ببانگ دہل لگایا گیا تھا۔

مگر افسوس اور صد ہزار مرتبہ افسوس کہ انہیں ہمالہ قامت انسانوں کی راہوں میں کانٹے بچھائے جاتے ہیں جن کے نقشِ قدم سے بہار صحنِ چمن ہے۔ ملت کے سچے بہی خواہوں پر تہمتیں تراشی جاتی ہیں۔ الزامات لگائے جاتے ہیں، بہتان باندھے جاتے ہیں اور اس تمام تر کد و کاوش کا مقصد و منتہا راج سنگھاسن پر قبضہ و تسلط کے سوا کچھ نہیں۔ ہمارے ملک کے ارباب اقتدار کی شروع دن سے یہ عادت چلی آ رہی ہے کہ ہر اس آواز کو ہر حربہ استعمال کر کے دبایا جائے جو اپنے پہلو میں حق و صداقت کی مشعلیں لیے ہوئے ہے۔

ارباب اقتدار کی اس شرمناک عادت و جسارت کی تازہ ترین مثال جمعیۃ علماء اسلام کا ملک گیر سطح پر ہونے والا نظام شریعت کنونشن گوجرانوالہ ہے جس کے انعقاد کی کھلے میدان میں اجازت نہ دے کر حکومت نے اپنی جمہوریت پسندی اور آزادی رائے کے تحفظ کا ایک اور ثبوت پیش کیا۔ مستزاد یہ کہ ابلاغ عامہ کے تمام ذرائع پر مکمل جابرانہ پابندی لگا کر اس فقید المثال اور عدیم النظیر کنونشن کے وسیع تر اثرات کو روکنے کی طفلانہ کوششیں کی گئیں، مگر یہ نہیں سمجھے کہ کاروان حریت کا یہ سیلِ رواں ان کاغذی بندوں سے نہیں رک سکتا۔

نظام شریعت کنونشن نے جو دور رس نتائج کے حامل فیصلے کیے ہیں۔ ان میں عدالتِ شرعیہ کے قیام کے تاریخ ساز فیصلہ نے اربابِ اقدار کی نیندیں حرام کر دی ہیں۔ ہم توقع رکھتے ہیں کہ اگر مسلمانان پاکستان نے خلوصِ دل سے اس فیصلے کی تکمیل کا سامان فراہم کیا تو بہت جلد اس ملک میں نظام شریعت کا نفاذ عمل میں آ سکتا ہے۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس فیصلہ کی اہمیت و افادیت سمجھنے کی توفیق بخشیں۔

موت سے کس کو رستگاری ہے

گذشتہ دنوں برصغیر ہند و پاک کی دو عظیم شخصیتیں تاریخ کے صفحات پر انمٹ نقوش ثبت کر کے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رخصت ہو گئیں

ان میں پہلا نام حضرت مولانا محمد میاں صاحبؒ کا ہے۔ جن کی اچانک وفات کی خبر نے مسلمانانِ پاکستان کے علماء و عوام کے دماغ و دل کی دنیا ہلا دی۔ مولانا کی قلمی کاوشوں نے برصغیر کی تاریخ کے گدلے پانی کو نتھار کر پیش کیا۔ مولانا نے آزادی وطن کے لیے جو خدمات انجام دیں وہ کسی اہل نظر اور اہل بصیرت سے مخفی نہیں۔ آپ حضرت مدنیؒ کے معتمد خصوصی تھے۔ اور آپ اپنی گوناگوں صفات کی وجہ سے علماءِ کبار کے حلقہ میں احترام کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ اس قسم کے عظیم انسان صدیوں کے بعد پیدا ہوتے ہیں، بلکہ اس قحط الرجال کے دور میں تو محسوس ایسا ہوتا ہے کہ شاید ہی ایسے عبقری و نابغہ اس دنیا کو نصیب ہو۔؟

دوسرا نام جناب آغا شورش کاشمیریؒ کا ہے۔ جنہوں نے اپنے قلم کی سحر انگاری، خطابت کی برف پاشی اور ادب و صحافت کی ندرت کاری سے ایک عالم کو مبہوت کیے رکھا۔ جو تحریکِ آزادی ہند میں علماء حق کے قافلے میں شامل ہو کر ایک جانباز سپاہی کی طرح بے جگری سے لڑتے رہے۔ آغا صاحب نے اس راہ میں متعدد بار جیل یاترا کی، مگر اپنے مقدس مشن سے سر مو انحراف نہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم المرسلینی کے تحفظ کے سلسلے میں آغا صاحب نے جو خدمات انجام دی ہیں انہیں مورخ کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔

اللہ تعالیٰ ہر دو حضرات کی مغفرت فرمائیں درجات بلند کریں اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائیں۔ آمین۔

اعلان

ملک کی مشہور و عظیم دینی علمی درسگاہ مدرسہ عربیہ
دارالعلوم عیدگاہ کبیر والا ضلع ملتان کا سالانہ
عظیم الشان: **جلسہ تقسیم اسناد** ۱۴، ۱۵، ۱۶ ذی قعدہ
بروز بدھ، جمعرات، جمعہ کو ہونا قرار پایا ہے جس میں مخدوم المشائخ:
حضرت مولانا خان محمد صاحب حافظ الحدیث: **حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی**
مفکر اسلام، قائدِ اسلامی انقلاب **حضرت مولانا مفتی محمود صاحب** ایم این اے و دیگر علماء کرام خطاب فرمائیں گے۔

خُطبۂ استقبالیہ

نظام شریعت کنونشن (گوجرانوالہ) پاکستان

زیر اہتمام :

جمعیّت علماءِ اسلام پاکستان

منعقدہ ۱۹ - ۲۰ شوال ۱۳۹۵ھ مطابق ۲۵ - ۲۶ اکتوبر ۱۹۷۵ء بروز ہفتہ اتوار بمقام شیرانوالہ باغ گوجرانوالہ

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد فنا عوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ثم جعلناك علی شریعۃ من الامر فاتبعھا ولا تتبع اھواء الذین لا یعلمون ○ (الجاثیہ)

قابل صد احترام مشائخِ عظام، علماء کرام، اراکین جمعیۃ علماء اسلام و مندوبین کل پاکستان نظامِ شریعت کنونشن گوجرانوالہ!

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ :

سب سے پہلے مَیں مجلسِ استقبالیہ کی طرف سے آپ سب بزرگوں اور احباب کا شکریہ ادا کرتا ہُوں کہ اپنی مصروفیات کے باوجود آپ حضرات مجلس استقبالیہ کی دعوت پر اپنا قیمتی وقت صرف کرتے ہوئے سفر کی صعُوبتیں اور اخراجات برداشت کر کے نظام شریعت کنونشن میں شمولیّت کی غرض سے تشریف لائے۔ آپ کا یہ ذوق و شوق اور جذبہ و ولولہ دین حق کی خاطر آپ کے دلوں کی دھڑکنوں کی ترجمانی کے ساتھ ساتھ اس خطۂ زمین میں کلمۃ الحق کی سربلندی اور اسلام کے نظام عدل و انصاف کے شاندار مستقبل کی غمازی کرتا ہے۔

حضرات گرامی قدر!

جیسا کہ کنونشن کے عنوان سے ظاہر ہے آپ بزرگوں کو گوجرانوالہ تشریف آوری کی زحمت دینے کا مقصد صرف یہ ہے کہ ہم اس امر پر غور کر سکیں کہ ایک آزاد مسلم مملکت کے شہری اور اسلام کے نام پر حاصل ہونے والے ملک کے باشندے ہونے کے باوجود ہم ابھی تک اسلامی نظامِ عدل و انصاف کی برکات سے کیوں فیض یاب نہیں ہو سکے اور قرآن و سنت کے نظام حیات کے عملی نفاذ کی منزل ابھی تک ہماری نگاہوں سے اوجھل کیوں ہے؟

اس حقیقت کے اظہار کے لیے کسی لمبی چوڑی تمہید کی ضرورت نہیں کہ ہم مسلمان اسلام کی صداقت کے اعتراف اور اسے بحیثیت دین قبول کر لینے کے ساتھ ہی اس امر کے پابند ہو جاتے ہیں کہ ہماری انفرادی و اجتماعی زندگی کے تمام معاملات اسلامی احکام کے مطابق طے پائیں، کیونکہ اسلام محض عبادات و اخلاق کے کسی مجموعہ کا نام نہیں، بلکہ اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جو زندگی کے تمام شعبوں میں انسان کی رہنمائی کرتا ہے۔ اس میں عقاید بھی ہیں، عبادات بھی، اخلاق بھی ہیں اور اقدار و روایات بھی۔ سیاست بھی ہے اور حدود و تعزیرات بھی، اقتصادِ معیشت کے اصول بھی ہیں اور حکمرانی کے آداب بھی تہذیب و کلچر بھی ہے اور تعلیم بھی۔ غرضیکہ انسانی زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں جو اسلامی تعلیمات کے لحاظ سے تشنہ ہو اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسی مکمل اور صحیح اسلام کو قبول کرنے کی ہدایت کی ہے۔ ارشادِ باری ہے:

ان الدین عند اللہ الاسلام

اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین تو صرف اسلام ہے

دوسرے مقام پر فرمان ہے :

و من یبتغ غیر الاسلام دینا

فلن یقبل منہ۔

جس نے اسلام کے سوا کوئی اور دین

(نظام حیات) تلاش کیا وہ اس

سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔"

اور رب العزت اسلام کو مکمل و اکمل نظامِ

حیات کے طور پر تسلیم کرنے کی شرط لگاتے ہوئے فرماتے ہیں :

یا ایها الذین امنوا ادخلوا فی
السلم کافۃ ولا تتّبعوا
خطوات الشیطٰن انه لکم
عدو مبین

اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے نقشِ قدم پر نہ چلو۔ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

ان ارشادات گرامی کا مطلب بالکل واضح ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ صرف اسلام کو مکمل اسلام کو زندگی کے دستور کے طور پر قبول کرنے کی ہدایت فرماتے ہیں اور اس سے کم کسی بات پر وہ راضی نہیں۔

اور یہ حقیقت بھی محتاجِ وضاحت نہیں ہے کہ مملکتِ خداداد پاکستان کے قیام کا مقصد صرف یہی تھا کہ برِ صغیر کے مسلمان قرآن و سنت کے نظام کے مطابق اپنی زندگی گزار سکیں، اسی جذبہ نے مسلمانوں کے دِلوں کو قربانی کے لیے گرمایا تھا اور برِ صغیر کی مسلمان قوم نے علیحدہ وطن کے قیام کے لیے اتنی عظیم قربانی دی تھی کہ تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے اور ہمیں یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ صرف اور صرف نظامِ عدل و انصاف کی برکات سے فیض یاب ہونے کے شوق اور — "پاکستان کا مطلب کیا — لا الٰہ اِلّا اللہ" — کے پرجوش نعروں کی گونج میں ہی ملت اسلامیہ نے قربانی و ایثار کی ان نئی راہوں کی نشاندہی کی تھی ورنہ تحریک پاکستان کو مسلم رائے عامہ کی پشت پناہی حاصل نہ ہوتی۔ لیکن آج جب کہ قیام پاکستان کو انتیس سال کا طویل عرصہ گزر چکا ہے ہم اسلامی نظام کو اپنی زندگی اور معاشرہ میں نافذ کرنے کے دوہرے عہد کے باوجود ابھی تک اس منزل سے کوسوں دور ہیں؟

بزرگانِ محترم و برادرانِ اسلام!

اس موقع پر یہ سوچنا ہمارا فرض ہے کہ ہم آزادی حاصل کرنے کے ۲۹ سال بعد بھی آزادی کے مقاصد کیوں حاصل نہیں کر سکے جب کہ ہمارا ایک پڑوسی ملک ہمارے بعد آزاد ہو کر آج نہ صرف اپنے مقصد آزادی (سوشلسٹ معاشرہ کے قیام) میں کامیاب ہے۔ بلکہ دنیا کی بڑی طاقتوں میں شمار ہوتا ہے۔ لیکن ہمارے قدم مقصدِ آزادی کی طرف آگے بڑھنے کی بجائے مزید پیچھے ہٹتے ہیں۔ اگر آپ موازنہ کریں گے تو یقیناً اس بات کو محسوس کریں گے کہ دینی تعلیمات، عبادات، اقدار و روایات، اخلاق، حمیت و غیرت اور جذبہ جہد و عمل کے لحاظ سے ۳۰ سال قبل کا دور آج کی نسبت کہیں زیادہ بہتر اور قابلِ رشک تھا۔ اور آج ہم ان تمام امور سے رفتہ رفتہ محروم ہوتے جا رہے ہیں، ہمارے معاشرے میں ان کے اثرات معدوم ہوتے جا رہے ہیں اور اسی رجعتِ قہقری ہی کا ثمرہ خبیثہ ہے کہ مملکتِ خداداد پاکستان کا ایک اہم حصّہ اتحاد و اتفاق کے واحد رشتہ "اسلام" کے موجود نہ ہونے کی وجہ سے بنگلہ دیش کی صورت میں ایک الگ مملکت کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ اور ملک کے باقی ماندہ حصّوں کو بھی اسی راہ پر چلانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

حضرات! آپ کو یاد ہو گا ۶۷ء میں — جمعیۃ علماء اسلام کی عظیم اور تاریخی لاہور کانفرنس میں جمعیۃ علماء اسلام کے زعماء نے اس خطرہ سے خبردار کیا تھا کہ مشرقی و مغربی پاکستان کے درمیان اتحاد کا واحد ذریعہ اسلام ہے، اس لیے اگر اسلام کو فی الفور نافذ نہ کیا گیا تو ملک کے دونوں حصوں کو یکجا رکھنا مشکل ہو جائے گا، — افسوس اہلِ حق کی اس صدا پر کسی نے کان نہ دھرے اور وطنِ عزیز صرف چار سال بعد اسلامی نظامِ عدل سے محرومی کا رونا روتے ہوئے دو حصّوں میں بٹ گیا اور آج جب کہ پھر ملکی وحدت و سالمیت میں علاقائی عصبیت کا زہر گھول کر ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کی سازشیں ہو رہی ہیں، ہم اسی ۶۷ء کے سٹیج پر کھڑے ہیں اور اپنا ملّی و دینی فرض سمجھتے ہوئے حکمرانوں سے یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ :-

"اگر تمہیں باقی ماندہ پاکستان کی سالمیت عزیز ہے تو پنجاب، سندھ، سرحد اور بلوچستان کو ایک رکھ سکنے والی واحد قوت اسلام کی بالادستی قبول کر لو، اسلامی نظامِ عدل کے سامنے جھک جاؤ اور خدائے بزرگ و برتر کے احکام و فرامین کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دو، ورنہ اسلام کے مقابلہ میں تمہاری یہ ہٹ دھرمی باقی ماندہ ملک کو بھی لے ڈوبے گی، ملک کو متحد رکھنا تمہارے بس میں نہیں رہے گا — اور اس کے نتائج کی ذمہ داری دنیا اور آخرت میں صرف تم پر ہو گی۔"

حضراتِ مکرم! اسلامی نظامِ عدل سے انحراف کا صرف یہی ایک نتیجہ نہیں جو ملکی سالمیت کے لیے ایک حقیقی خطرے کی صورت میں ہمارے سروں پر منڈلا رہا ہے۔ اور جس کا ایک کاری وار ہم پر بیت ہو چکا ہے بلکہ قدم قدم پر اسلامی نظام سے محرومی کا احساس ہمارے دلوں پر چرکے لگاتا چلا جاتا ہے۔

آج ملک میں مزدور کسان اور محنت کش طبقہ کے مسائل دن بدن الجھتے جا رہے ہیں اور مفاد پرست طبقے اپنی اغراض کے لیے ان مسائل کی پیچیدگیوں میں اضافہ کئے چلے جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ تمام تر مسائل غیر اسلامی نظامِ معیشت و اقتصاد کی پیداوار ہیں، اسلام کسی فرد یا طبقے کو دوسروں کے استحصال کا حق نہیں دیتا اور ہر محنت کش کو اس کی محنت کا صحیح صِلہ دِلانے کی ضمانت دیتا ہے لیکن یہاں اسلام کے مقدس لفظ کو جس فریب کاری کے ساتھ ظالم سماج کے تحفظ کے لیے استعمال کیا گیا اور اسلام کے نام پر آگے آنے والوں نے اپنی خود غرضیوں کی صورت میں اسلام کا جو غلط اور گمراہ کن عملی نقشہ پیش کیا اس نے ظلم و استحصال کی چکی میں پسنے والے محنت کشوں کو دوسرے اِزموں کی طرف دیکھنے پر مجبور کر دیا اور آج مزدور

صنعت کار اور کسان و زمیندار کے درمیان اعتماد کی فضا قائم کر کے ایک دوسرے کے حقوق دلوانے کا فطری اور صحیح راستہ اختیار کرنے کی بجائے عمداً طبقاتی کشمکش کی فضا پیدا کی جا رہی ہے، مزدور کو کارخانہ دار سے اور کسان کو زمیندار سے سوچی سمجھی سکیم کے تحت لڑایا جا رہا ہے تاکہ ملک میں غیر فطری اور غیر اسلامی نظامِ معیشت (کمیونزم) کے لیے راہ ہموار کی جا سکے۔ حالانکہ اس مسئلہ کو قرآن و حدیث اور بالخصوص امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی تعلیمات کی روشنی میں تسلی بخش طریقہ سے حل کیا جا سکتا ہے اور ملکی ترقی اور محنت کش طبقہ کے مفاد کے لیے یہی راستہ زیادہ صحیح اور فطری ہے، اسی طرح معاشرہ میں جرائم کا نت نیا اضافہ ایک مستقل مسئلہ کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ قتل، چوری، ڈاکہ، بدکاری، رشوت اور دیگر معاشرتی جرائم روز و شب افزوں تر ہیں اور مروجہ نظامِ امن و قانون جو ظالم فرنگی نے ہمارے قانونی مسائل کو الجھانے، حصولِ انصاف کو مشکل بنانے اور ہمیں جرائم کا خوگر بنانے کے لیے سوچی سمجھی سازش کے تحت رائج کیا تھا، آج اپنے مقاصد میں پوری طرح کامیاب ہے اور ہمارے معاشرہ میں جرائم کا الاؤ پوری شدت کے ساتھ دہک رہا ہے۔ جرائم کے اس نہ رکنے والے سیلاب کو بھی صرف اسلام کے نظامِ امن و قانون اور اسلامی حدود و تعزیرات ہی کے ذریعہ روکا جا سکتا ہے، اس کے سوا پاکستانی معاشرہ کو جرائم سے نجات دلانے کی اور کوئی صورت ممکن نہیں ہے۔

ملک میں سیاسی بے یقینی اور بے اعتمادی کی بنیادی وجہ بھی اسلام کے نظامِ حکمرانی سے روگردانی ہے۔ آج صورتِ حال یہ ہے کہ قیامِ پاکستان کے بعد جتنے حکمران بھی آئے اسلام ان کے لیے کرسئ اقتدار حاصل کرنے کا زینہ اور کرسی کو بچانے کی ڈھال سے زیادہ اور کوئی حیثیت اختیار نہ کر سکا۔ یہاں اسلام کے نام پر کفر و الحاد کی آبیاری کی گئی اور جمہوریت کے نام پر ظلم و جبر کی ہولی کھیلی گئی، ایک سے بڑھ کر دوسرا ڈکٹیٹر آیا۔ اور عوام کو ان کے جمہوری، آئینی اور انسانی حقوق سے محروم کرنے کے سوا کسی عملِ خیر کی توفیق نہ ہوئی۔ آج کے دور کو ہی سامنے رکھ لیجیے موجودہ حکمران گروہ جو اسلام، جمہوریت اور سوشلزم کے نام سے برسرِ اقتدار آیا تھا، اس کے ہاتھوں اسلام کے نفاذ کی کیفیت آپ نے دیکھ لی۔ اللہ تعالیٰ کے احکام و فرامین اور قرآن و سنت کے واضح ارشادات کو سفارشوں پر ٹالا جا رہا ہے، محرمات مثلاً سود، شراب، بدکاری اور عریانی وغیرہ سرکاری ذرائع کے سہارے ترقی پذیر ہیں۔ خدا، رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے ناموس و عزت کو معاذ اللہ مجروح کرنے والا گمراہ کن لٹریچر اسلامی جمہوریہ پاکستان کے پریسوں میں دھڑا دھڑ چھپ رہا ہے۔

ستم ظریفی کی انتہا یہ ہے کہ غیور اسلامی رائے عامہ کے زبردست دباؤ سے مجبور ہو کر قادیانیت کے بارے میں فیصلہ کر لینے کے بعد اس فیصلہ کو عملی جامہ پہنانے سے قصداً گریز کیا جا رہا ہے، اس گروہ کو غیر مسلم قرار دینے کے باوجود اسلام و اکابرِ اسلام کے خلاف ان کے توہین آمیز و گمراہ کن لٹریچر کی اشاعت و تقسیم کی کھلم کھلا اجازت دی گئی ہے اور قادیانیوں کی اسلام دشمن اور مسلم آزار حرکات کا کوئی نوٹس نہیں لیا گیا۔

حق و صداقت کی آواز بلند کرنے کے مراکز مساجد و مدارس کو محکمہ اوقاف کے ذریعہ سرکاری پراپیگنڈہ مشینری کا حصہ بنانے اور وزارتِ مذہبی امور کے زیرِ سایہ حق و صداقت کی آواز کا گلا گھونٹنے کی سازش کی جا رہی ہے۔

اس گروہ نے جمہوریت کی "سربلندی" اس طرح کی ہے کہ:

○ سنہ ۷۰ء کے عام انتخابات کے نتائج کو تسلیم نہ کر کے اور "ادھر تم ادھر ہم" کا نعرہ لگا کر پاکستان کو دولخت کرنے کا سامان فراہم کیا۔

○ انہی انتخابات کے نتائج سے انحراف کرتے ہوئے ایک عرصہ تک سرحد و بلوچستان میں اکثریتی جماعتوں جمعیۃ علماء اسلام اور نیشنل عوامی پارٹی کو اقتدار سپرد کرنے سے گریز کیا۔ اور جب مجبوراً صوبائی حکومتیں ان کے حوالہ کرنی پڑیں تو مرکزی وزراء کی ایک کھیپ ان کے خلاف سازشیں کرنے پر مقرر کر دی۔

○ جمعیۃ علماء اسلام اور نیشنل عوامی پارٹی کی صوبائی حکومتوں کے عوامی اقدامات، عوام دوستی اور بالخصوص قائد جمعیۃ علماء اسلام و سابق وزیر اعلیٰ صوبہ سرحد حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ، کے انقلابی اسلامی اقدامات کے ردعمل سے خوفزدہ ہو کر مختلف بہانوں اور بے بنیاد حیلوں سے بلوچستان کی اکثریتی حکومت کو بلا جواز برطرف کر دیا گیا۔ جس کے نتیجہ میں مولانا مفتی محمود کی کابینہ بھی احتجاجاً مستعفی ہو گئی۔ اور اس طرح ان صوبائی حکومتوں سے "چھٹکارا" حاصل کیا۔

○ سرحد و بلوچستان میں سنہ ۷۰ء کے عوامی فیصلے کو مسترد کرتے ہوئے ارکانِ اسمبلی کے ضمیروں کی خرید و فروخت کے ذریعہ مصنوعی اکثریت قائم کی گئی اور عوام کی مرضی کے خلاف ان پر کٹھ پتلی حکومتیں مسلط کیں۔

○ بلوچستان میں فوج کشی کر کے وہاں کے غریب عوام کو قتلِ عام کا نشانہ بنایا، بمباری کی اور نہتے لوگوں پر بے تحاشہ گولیاں برسائی گئیں۔

○ مولانا شمس الدین شہیدؒ، خواجہ محمد رفیق، ڈاکٹر نذیر احمد، عبد الصمد اچکزئی، نواب محمد احمد خان، جاوید نذیر اور دیگر بے گناہوں کو گولی کا نشانہ بنایا۔

○ آزاد کشمیر میں سردار عبد القیوم کی حکومت

کو غیر آئینی ذرائع سے الگ کر کے وسیع تر انتخابی دھاندلیوں کے ذریعہ خود ساختہ حکومت وہاں مسلط کر دی۔

○ ہنگامی حالات کو بلاجواز طول دے کر اور دفعہ ۱۴۴-ڈی-پی-آر اور دیگر امتناعی قوانین کے ذریعہ اظہار رائے اور پبلک اجتماعات کا راستہ روک دیا۔

○ اخبارات اور پریس پر بے جا پابندیاں عائد کر کے اور مختلف اخبارات و جرائد کا گلا گھونٹ کر خوف و ہراس کی فضا مسلط کر دی۔

○ اپوزیشن کے عام جلسوں مثلاً لیاقت باغ، راولپنڈی وغیرہ میں مسلح غنڈہ گردی کر کے اور اپوزیشن راہنماؤں خصوصاً مولانا مفتی محمود اور خان عبدالولی خان پر بار بار قاتلانہ حملے کر کے اپوزیشن کو خوفزدہ کرنے کی ناکام کوشش کی۔

○ جیلوں میں سیاسی قیدیوں کے ساتھ انسانیت سوز سلوک بہیمانہ طرزِ عمل اختیار کر کے جمہوری و سیاسی عمل کی حوصلہ شکنی کی۔

○ اسمبلیوں میں بھی عوامی نمائندوں کو اظہار رائے کے حق سے محروم کر کے انہیں بائیکاٹ جیسے آخری حربے پر مجبور کر دیا۔

○ سندھ میں زبان کے نام پر فسادات کا کھڑاگ رچا کر سینکڑوں بے گناہوں کو گولیوں کا نشانہ بنایا۔

○ اور ان جیسے متعدد دیگر اقدامات کے ذریعہ ملک میں سیاسی عمل کو بالکل، بے جان اور غیر مؤثر بنا کر رکھ دیا۔

اسلام اور جمہوریت کے بعد اس گروہ کے ہاتھوں سوشلزم کا حشر دیکھنا ہو تو کراچی اور لاہور میں عوامی پولیس کے ہاتھوں شہید ہونے والے بے گناہ مزدوروں اور ملک بھر میں بیدخل ہونے والے مزارعین کا شمار کر لیجیے آپ کو یہ تناسب شاید پاکستان کی پوری سابقہ تاریخ سے بھی زیادہ نظر آئے گا۔

ان حالات میں "کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام" جو شاہ ولی اللہؒ، شاہ عبدالعزیزؒ، شاہ اسمٰعیل شہیدؒ، امیر المومنین سید احمد شہیدؒ، امیر المومنین حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ، حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ، حضرت مولانا عبدالباری فرنگی محلیؒ، حضرت مولانا ابوالمحاسن سجاد بہاریؒ، حضرت مولانا مفتی کفایت اللہؒ، حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ، حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، حضرت مولانا معین الدین اجمیریؒ، مولانا ابوالکلام آزادؒ، حضرت مولانا غلام محمد دین پوریؒ، حضرت مولانا تاج محمود امروٹیؒ، حضرت مولانا عبدالرحیم پوپلزئیؒ، حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ، ڈاکٹر انصاریؒ، مسیح الملک حکیم محمد اجمل خاںؒ، حضرت مولانا محمد صادق آف کھڈہ، قطب الاقطاب حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، حضرت مولانا گل شیر شہیدؒ، حضرت مولانا حماد اللہ ہالیجویؒ، حضرت مولانا محمد عبداللہ آف کنڈیاں شریف، حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، حضرت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ، حضرت مولانا عبدالحنان بالاکوٹیؒ، حضرت مولانا احمد سعید دہلویؒ، حضرت مولانا سید گل بادشاہ سرحدیؒ، حضرت مولانا عرض محمد بلوچستانیؒ، حضرت مولانا سید شمس الدین شہیدؒ اور مولانا محمد اکرم لاہوریؒ جیسے علماء کرام، مشائخ عظام، مجاہدین آزادی اور سرفروشان اسلام کی وارث اور ان کے مجاہدات، جہد و عمل اور جذبہ و قربانی کی امین ہے اور جس کی پوری تاریخ اسلام اور ملت اسلامیہ کے لیے مخلصانہ اور بے لوث جد و جہد سے بھرپور ہے ایک بار پھر میدان عمل میں آنے کا فیصلہ کر رہی ہے۔ اپنے عظیم اسلاف کی تاریخ کو دہرانے پر آمادہ ہے اور ملک میں فرنگی سامراج کے سیاسی، معاشی، قانونی، تعلیمی اور سماجی نظام کو بیخ و بن سے اکھاڑ کر اس کے کھنڈرات پر اسلام کے مکمل عادلانہ نظام کی بلند و بالا اور مستحکم عمارت کی بنیاد رکھنے کا تہیہ کر چکی ہے ہے ——— "کل پاکستان نظام شریعت کنونشن" کا مقصد بھی اس نئی اور فیصلہ کن جد و جہد کا طریق کار طے کرنا ہے۔

بزرگان ملت و برادران اسلام!

اس وقت پورے ملک کی نگاہیں آپ پر ہیں۔ ملک کے شاندار ماضی کے امین اور روشن مستقبل کے وارث آپ ہیں۔ آپ ہی نے اس ملک اور قوم کو کفر و ظلم کے اندھیاروں سے نجات دلا کر اسلام کے نظامِ عدل و انصاف اور نظامِ شریعت کی روشنی سے بہرہ ور کرنا ہے، اس لیے ہر قسم کے خوف اور مصلحت کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوں اور اپنے باہمت، پرعزم اور جانفروش رہنماؤں اور قائدین کی قیادت میں ظلم و جبر اور کفر و الحاد کی تاریکیوں کو شکست دینے کے لیے کمربستہ ہو جائیں، اللہ تعالیٰ ہمارا اور آپ کا حامی و ناصر ہے۔

آخر میں طویل سمع خراشی کی معافی چاہتے ہوئے ایک بار پھر مجلس استقبالیہ کی طرف سے آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ دور دراز علاقوں سے سفر کر کے اس اہم مقصد کے لیے تشریف لائے۔ ہم شرمندہ ہیں کہ آپ کے شایان شان میزبانی کا حق ادا نہیں کر سکے، بہر حال اس سلسلہ میں ہونے والی کوتاہیوں کو ہماری بے سرو سامانی اور مجبوری پر محمول کرتے ہوئے درگزر فرمائیں اور قائدین کے گراں قدر ارشادات سماعت فرمانے کے بعد اپنے اپنے علاقوں میں جا کر جمعیۃ کے فیصلوں کے مطابق جہد و عمل میں مصروف ہو جائیں۔

اللہ تعالیٰ ہمارے فیصلوں میں برکت عطا فرمائیں اور ہمیں انہیں پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی ہمت بخشیں۔ آمین یا الٰہ العالمین

فقط: ہم ہیں آپکے خدمت گذار:-
(مولانا) عبید اللہ انور صدر و دیگر اراکین
مجلس استقبالیہ

ہم آزاد نہیں ہوئے

قاید جمیعۃ مولانا مُفتی محمود مدظلہ کا شیرانوالہ مسجد لاہور کے عظیم اجتماع سے خطاب !

برادران محترم بزرگوار اور عزیز بھائیو !

مَیں نے آپ کے سامنے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث پڑھی۔ مختصر سی حدیث ہے جس کا ترجمہ یہ ہے :

" جو شخص اللہ کا ہو جاتا ہے تو
اللہ اس کا ہو جاتا ہے "

اس حدیث کا مضمون یقیناً درست ہے۔ صحیح حدیث ہے جو اللہ کا ہو جاتا ہے تو اللہ بھی اس کا ہو جاتا ہے۔ اور جس کا اللہ ہو جاتا ہے تو دنیا کی کوئی طاقت اس کو شکست نہیں دے سکتی تو نتیجہ یہ ہوا کہ جو اللہ کا ہوا وہ پوری دنیا پر غالب آجاتا ہے لیکن آج ہم جب اپنی حالت کو دیکھتے ہیں صرف پاکستان کے مسلمانوں ہی کو نہیں بلکہ دنیا بھر کے مسلمانوں ، مسلمان حکومتوں ، مسلمان قوموں اور مسلمان ممالک کو کہ ان کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ وہ اس دنیا میں ذلیل و خوار ہیں تمام دنیا کی طاقتوں سے یہ خائف ہیں ، کمزور ہیں۔ تو ہم یہ سمجھنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ ہم اللہ کے نہیں ہوئے۔ ہم نے اللہ کی نصرت حاصل نہیں کی۔ جب ہم اللہ کے نہیں ہوئے تو اللہ بھی ہمارا نہ ہوا۔ جب تک آپ اللہ کو راضی نہیں کریں گے ، جب تک آپ اللہ کی طرف رجوع نہیں گے ، جب تک آپ اللہ کے دین کی نصرت کے لیے اٹھ نہیں کھڑے ہوں گے ، جب تک آپ اللہ کے احکام اور نظام کو یہاں نافذ نہیں کریں گے تو آپ کی حالت درست نہیں ہو سکتی۔ خدارا اپنے ملک کو دیکھیں۔ یہاں پر آزاد ہونے کے بعد ۲۹ واں سال گزر رہا ہے۔ ۲۸ ، ۲۹ برس کے بعد اس طویل عرصہ میں جبکہ ہم نے پاکستان بنانے وقت ، برصغیر کی تقسیم کے وقت اللہ سے وعدہ کیا تھا کہ ہم آزاد ملک میں اے اللہ تیرا نظام نافذ کریں گے ، وہاں تیری حکومت ہوگی ، لیکن ہم نے شاید وہ بات خلوص سے نہیں کی تھی اور ہم نے ایک جھوٹا وعدہ کر کے اپنے نفس کو دھوکہ دیا تھا اور خدا ، واحد کو بھی دھوکہ دینے کی کوشش کی تھی۔ العیاذ باللہ۔ اگر ہم یہاں اللہ کے نظام اور اس کے احکامات کو نافذ کرنا چاہیں تو کیوں نہیں ہو سکتا ؟ ۔

یہاں پر آج بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ اسلام کا جو نظام ہے ، قرآن و سنت کا جو نظام ہے وہ تو ۱۴ سو سال پہلے اس وحشی قوم کے لیے تھا۔ اس وقت کے مسائل اسلام حل کر سکتا تھا۔ لیکن زمانہ آگے جا رہا ہے زمانے کے مسائل آگے جا رہے ہیں اور وہ یہ ملا کہتے ہیں کہ اس وقت چودہ سو سال کے مسائل کو اسلام کیسے حل کر سکتا ہے۔ جب ہم یہ ملک بنا رہے تھے کیا اس وقت یہ زمانہ نہیں تھا ؟ اگر اسلام آج کے مسائل حل نہیں کر سکتا تو ۲۸ سال قبل بھی حل نہیں کر سکتا تھا۔ اس لیے کہ آج اور ۲۸ سال قبل کے حالات میں فرق نہیں تو پھر تم نے اسلام کے نام پر ملک کیوں بنایا۔ ؟ معلوم ہوتا ہے کہ تم مخلص نہ تھے۔ اغراض پرست تھے۔ ایک مسلمان کی زبان سے یہ بات کتنی بری معلوم ہوتی ہے۔

مسلمان صرف وہ ہے جو دنیا کے نظام ہائے حیات میں سے صرف اسلام کو بہتر جاننے اور اسکو سب سے فائق ماننے وہ مسلمان ہے اور جو ایسا نہیں وہ مسلمان نہیں۔ ایک کمیونسٹ جب کمیونسٹ رہ سکتا ہے جب وہ اس پر یقین کرے ، اس کو اپنائے۔ اس کا پرچار کرے۔ اسی طرح مسلمان تب مسلمان ہے جب ....

آج جو لوگ پاکستان کی سیاست پر مسلط ہیں۔ کیا وہ اسلامی نظام کو رائج کرنے کے لیے تیار ہیں ؟ آپ نے یہاں اتنے عرصہ میں اسلام کی کونسی بات دیکھی ہے۔ عدالتوں میں جو قانون ہے جس پر فیصلے ہوتے ہیں ، کیا وہ اسلام کا قانون ہے ؟ بالکل نہیں ، وہ انگریزوں کا ہے اور تہذیب و ثقافت سب انگریزوں کا ہے۔ پھر مَیں کیسے مان لوں کہ یہ پاکستان کو اسلام کی طرف لا رہے ہیں۔ ؟

بلکہ مَیں کہوں گا کہ ہم آزاد نہیں ہوئے ابھی تک غلام ہیں۔ ہم انگریز کی خالفت کرتے اس سے لڑائی لڑتے۔ اسے اس ملک سے نکالنا چاہتے تھے۔ یہ اس لئے کہ ہمیں انگریز کی ذات سے دشمنی نہ تھی بلکہ ہمیں اسکے قانونِ نظام وغیرہ سے دشمنی تھی ، جبر و تشدد سے عداوت تھی اسکے چمڑے سے نہیں کہ وہ گورا ہے ، اس

آنکھیں نیلی ہیں اس لیے قابل قبول نہیں، ہمیں اس کے طور طریقوں سے نفرت ہے، لیکن آزادی کے بعد بھی فرنگی سیاست اور سب کچھ اسی طرح ہم پر مسلط ہے جیسے آزادی سے پہلے ہم پر مسلط تھا۔ تو کیسے کہوں کہ ہم آزاد ہیں؟ ۔

یہ ٹھیک ہے کہ گورے کی جگہ کالے نے لے لی، اصل کی جگہ نقل آگیا۔ اس لیے آج لوگ برملا کہتے ہیں کہ ان سے انگریز اچھا تھا۔ ان ظالموں نے اتنا عرصہ ملک کو آزادی کی مسرتوں سے محروم رکھا۔ ورنہ آزادی بڑی نعمت ہے۔ قوم نے اس کے لیے بڑی قربانی دی اور میں یہ بات اکثر کہا کرتا ہوں کہ آزادی کے لیے لوگ قربانیاں دیتے ہیں، جیل میں بہت کچھ ہوتا ہے۔ اور اس کے بعد جب آزادی ملتی ہے تو تاریخِ عالم کا یہ فیصلہ ہے کہ غلام قوم آزادی حاصل کرنے کے بعد آزاد حکومت کی پہلی نشست میں دو فیصلے کرتی ہے۔ ایک فیصلہ یہ ہوتا ہے کہ ان کی فہرست بناؤ، جو جنگ آزادی میں شہیدوں، مجروحوں، قیدیوں، جلاوطنوں کی فہرست بناؤ۔ ان کو نوازو۔ انہیں قومی ہیرو بناؤ، قومی سطح پر ان کو بلند تر مقام حاصل ہوتا ہے۔

دوسرا فیصلہ یہ ہوتا ہے کہ جن لوگوں نے دورِ غلامی میں سامراجیوں کا ساتھ دیا، اپنی قوم سے غداری کی، سامراجی، سر، خان بہادر نواب کے خطاب حاصل کیے وغیرہ ذالک جاگیریں حاصل کیں، ان کی فہرست بناؤ کہ وہ غدار کون کون تھے؟ آزادی کے بعد ان کو سزائیں دی جاتی ہیں (سزاؤں کا مختلف طریق) اور قومی سطح پر ان کو ذلت و خواری نصیب ہوتی ہے کہ ان سے دنیا عبرت حاصل کرتی ہے، آزاد حکومت ہمیشہ یہ کام کرتی ہے۔

لیکن ہم آزاد ہوئے تو معاملہ برعکس رہا۔ لڑنے مرنے والے آج بھی غدار ہیں۔ سی آئی ڈی ان کا تعاقب کرتی ہے۔ قوم میں وہ مظلوم، مجبور، بے کس ہیں اور جو اُس وقت بوٹ پالش کرنے والے ٹروں کے بیٹے ملک پر حکومت کرتے ہیں۔

ہمارے جذبات کا آپ اندازہ نہیں لگا سکتے کہ قوم کے دشمن آج ملک کے اقتدار پر قابض ہیں اور آزادی لڑنے والے جیلوں میں ہیں۔ کیا اس دنیا میں اس کی نظیر ہے؟ حقیقت میں ہم آج بھی غلام ہیں اور ہماری آزادی کی جنگ جاری ہے اور جاری رہے گی۔ تاوقتیکہ کاسہ لیسانِ انگریز کو ان کا اصلی مقام نہ دلوادیں۔ تو جب آزادی نہیں ملی، تو آزادی کے بعد کے نظام پر کیا بات کریں۔ ان سے کیا توقع کرے۔ پھر بنیادی انقلاب لاؤ، پھر اسلامی نظام آئے گا اور جب تک یہ ہیں اس وقت تک اسلامی نظام نہیں آئے گا۔ اور میں نے کئی مرتبہ کہا کہ جو شخص اپنے وجود پر اپنی مرضی، اپنے اختیارات

....

اگر آپ اس کے گھر میں جاکر دیکھیں کنال نصف کنال کے گھر میں اُس کی حکومت ہے، لیکن کیا تم میں اسلامی معاشرہ ہے؟ تو جو اپنے اوپر اپنے گھر میں، مختصر حکومت میں اسلام نافذ نہیں کرتے وہ .... یہ ان لوگوں کو اپنے منہ پر غریبوں کا خون نظر آتا ہے۔ یہ بھیڑیئے ہیں۔ ان کے دامن پر انسانیت کے خون کے چھینٹے ہیں۔ وہ اسلامی نظام کیسے نافذ کریں گے؟ تم دھوکہ میں ہو۔

کسراب بقیعۃ الخ تم سمجھتے ہو، جانتے ہو کہ یہ اسلام نہیں لائیں گے اور جب ہم آپ سے مسجد میں جلسہ میں پوچھتے ہیں تو آپ ہاتھ اٹھا کر کہتے ہیں کہ "اسلامی نظام نافذ کریں گے" لیکن معاف کرنا مجھے تمہارے ہاتھوں پر اعتبار نہیں۔ مجھے تلخ تجربات ہیں، لیکن جب انتخاب کا وقت آیا تو انہیں کو ووٹ دو گے، تو نتیجہ واضح ہے کہ تم جھوٹے ہو۔ ہمارے مولانا عبیداللہ انورؒ کھڑے تھے۔ ان کے مقابلہ میں ملک اختر، لیکن تم نے مولانا کے مقابلہ میں ملک کو زیادہ مناسب سمجھا۔ غرضیکہ آج پورا نظام اسی طرح ہے جس طرح انگریز چھوڑ کر گیا تھا۔ تمہارا لباس جب تک تم انگریزی لباس اور قدآدم آئینہ میں اپنے انگریز ہونے کا ثبوت نہ دیکھ لو دفتر نہیں جاتے۔

تمہیں قومی زبان سے نفرت ہے اس سے عار ہے۔ دفتروں میں اردو زبان کی درخواست کوئی نہیں پڑھتا۔ تمہیں دشمن کی زبان سے محبت، تمہارا نہ لباس نہ زبان، تمہیں کیا ہو گیا تمہارے قومی شعور کو کیا ہوا؟

میں نے اپنے چند ماہ کے دورِ حکومت میں قومی لباس کا فیصلہ کیا تھا اور یہ اس لیے کیا کہ جو احساسِ کمتری تم پر مسلط ہے وہ ختم ہو جائے۔ اور عوام جو تمہارے اس لباس سے مرعوب ہیں وہ مرعوبیت ختم ہو جائے اور اجنبیت ختم ہو جائے، میں دورہ میں جاتا تو افسران ساتھ ہوتے۔ میں عوام سے پوچھتا افسر بتاؤ! وہ نہ بتا سکتے۔ وجہ یہ ہے کہ افسروں کا عوام سے رابطہ نہیں۔ ان کے لباس سے دنیا پہچان لیتی ہے، لیکن اپنے جیسا لباس میں کون پہچانے؟ لیکن ٹائی والے جنٹلز ہوتے تھے اور جب میں نے استعفیٰ دیا تو اعلان ہوا کہ سرکاری لباس پر کوئی پابندی نہیں۔ آخر انہیں انگریز کے لباس سے کیوں محبت ہے؟

میں لے وہاں صوبہ کی زبان اردو قرار دی۔ اردو ٹائپ وغیرہ منگوائے تاکہ ساری کارروائی اُردو میں ہو، لیکن فیصلہ واپس لے لیا گیا، تو ان لوگوں کا ذہن حقیقت میں اسلامی نہیں۔

شراب کی بندش کا قانون واپس۔

قانون واپس عملاً ہوا۔ ویسے نہیں ویسے کرتے تو بزدلی کے پیش نظر گھبراتے ویسے دکانیں کھلوائیں اور بیرونی لوگوں کا بہانہ لیا۔

احترام رمضان کا قانون تھا۔ رات خیبر میل پنڈی جاتی تو لوگ کہتے : کھالو اٹک سے آگے کوئی چیز نہ ملے گی۔ قانون کاغذوں میں موجود لیکن عمل ندارد۔ اب عام بے حرمتی ہے۔ اور کوئی قانون کیا کرے گا جب اس پہ عمل نہ ہو، اصل میں ان لوگوں کا ذہن اسلامی نہیں۔ اسلام کی کوئی چیز قبول نہیں کرتے۔ اس لیے لازم ہے کہ ان کو بدلیں پھر اسلامی قانون آئے گا۔

آپ بدلتے ہیں تو غلطیاں ہی کرتے ہیں۔ ۷۰؁ میں غلطی کی۔ شہر اقبال میں اپنے اقبال کو ہرایا۔ یہ دانشوروں کا شہر ہے۔ سیاست کا مرکز ہے۔ سب کچھ یہاں ہے، لیکن آپ کے فیصلے ہمیشہ غلط ہوتے ہیں۔ ہمارے دیہاتی ’صحرائی‘ ان پڑھ غریب لوگ انہیں سیاست سے زیادہ لگاؤ نہیں، لیکن شعور بیدار ہے۔ ۷۰؁ میں پی پی پی کا خوب پروپیگنڈہ تھا، لیکن انہوں نے مسترد کر دیا۔ روٹی، مکان کپڑے کا نعرہ مسترد کر دیا۔ اس کے وہ آپ سے زیادہ محتاج ہیں، لیکن انہوں نے غلطی نہیں کی۔ وہ اس کے پیچھے نہیں بھاگے۔

تو میں حیران تھا کہ پڑھے لکھے، کھاتے پیتے تو روٹی کے پیچھے بھاگیں اور غریب لوگ جو مخلص ہی نہیں مفلس بھی ہیں وہ حرص سے ناآشنا ہیں۔ تو آپ غلطیاں کرتے ہیں، پھر جلدی پشیمان ہوتے ہیں۔ آپ مقابلہ کرتے ہیں تو ذہن وہی ہوتا ہے شکلیں مختلف۔ اس لیے فایدہ ندارد۔ یہ تمہارے تجربات ہوتے ہیں۔ ہمارا مقابلہ ذہنیت سے ہے۔ ذہنی اور نظریاتی تبدیلی کی ضرورت ہے۔ اس سے انقلاب نہ آئے گا۔ حالات بہتر نہ ہوں گے۔ اگر تم اسلامی انقلاب لانا چاہتے ہو تو تمہیں رجالِ کار کی ضرورت ہوگی۔ تمہیں رجالِ کار کی بحث نہیں ہمیں اسی سے محبت ہے۔ اور ہم یہی انقلاب لانا چاہتے ہیں۔

تمہارے ذہنوں میں یہ بات بیٹھی ہوئی ہے کہ کس کو لائیں گے؟ کیوں تم مولوی کو حکومت کا قابل نہیں سمجھتے، لیکن میں نے تھوڑے عرصہ میں یہ ثابت کر دیا کہ مولوی ان سے اچھی حکومت کر سکتا ہے۔ !!

یہ کیا حکومت کرنا چاہتے۔ مجھ پہ ان کا کوئی اثر نہیں۔ ان کی حکومت پابندیوں کی مرہونِ منت ہے۔ اظہار رائے پر پابندی، تقریر و تحریر، احتجاج پر پابندی، دفعہ ۱۴۴۔ یہ حکومت ہے؟ کیا پاکستان میں کسی ضلع میں دفعہ ۱۴۴ نہیں۔

لاٹھی گولی کی سرکار؟ یہ حکومت ہے؟ میں **چیلنج** کرتا ہوں کہ دس ماہ کی حکومت میں ایک دن کی ۱۴۴ ثابت کر دو تو سیاست سے ریٹائرڈ ہو جاؤں گا۔ میرے کسی سپاہی نے ایک ڈنڈا، ایک گولی چلائی ہو تو میں سیاست چھوڑ دوں گا۔ !! اگر میں ان کے بغیر حکومت کر سکتا ہوں تو تم کیوں نہیں کر سکتے؟ جو ان کے سہارے حکومت کرتا ہے وہ کیا حکومت کرے گا۔؟

ہمارے خلاف انہوں نے، مرکزی گورنمنٹ کے گماشتوں نے حالات خراب کیے۔ مرکزی وزیروں نے وہاں آکر مزارعین سے کہا کہ زمینداروں کو چڑیوں کی طرح مار دو۔ اس کے باوجود ان کے جلسہ پہ پابندی نہیں لگائی اور کیسے لگاتا کہ میں آزادی کا علمبردار ہوں۔ اور عوام میں ہم ان کا جواب دے سکتے تھے، دیتے تھے، یہ عوام میں ہمارا جواب نہیں دے سکتے۔ یہ اخبارات اجتماع کی آزادی دیدیں تو ایک ماہ سے زاید حکومت چلی تو جو سزا چاہو دیدینا۔ بدامنی کا میں ذمہ دار ہوں۔ اور بے شک شیخ الاسلاموں، سرکاری ملاؤں کو بلاؤ۔ ہم تمہارے اثرات کو ایک دن میں ختم کر دیتے تھے۔ اور طاقت ہے تو پھر ڈنڈے کا سہارا کیوں لیں؟

یہ ذہن ختم کر دو کہ مولوی حکومت نہیں کر سکتا اور محض مولوی کی بات نہیں، دینی ذہن کی بات کر رہا ہوں۔ تم آجاؤ خدا کے بندے بن جاؤ۔ سب مسئلے حل ہو جائیں گے، لیکن خدا کے نہیں ہوگے تو وہ روٹھا ہوگا تو پھر ترقی کیسے کرو گے۔

یہ حقیقت ہے کہ مسلمان اگر خدا کو منالیں تو پوری کائنات مقابلہ میں آجائے تو کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ بنیادی انقلاب کا عزم کر لو۔

بقیہ : تلخ و شیریں

کا استعمال بالکل بند کر دے۔ (ایک بیان)

بہت سے سیاستدانوں کا مقصد ہی طاقت کا حصول ہوتا ہے جس کے لیے وہ بیانات گھڑتے جھوٹ ایجاد کرتے، افواہیں تخلیق کرتے اور وعدوں کو جنم دیتے ہیں۔ اس سلسلہ میں وہ آرام تیاگ کر بھی محنت و ریاضت سے اقتدار کے حصول کی جہد کرتے ہیں اور طاقت کے حصول کے بعد وہ اسے استعمال نہ کریں تو انہیں طاقت کا کیا فایدہ اور محنت کا کیا نتیجہ حاصل ہوا۔ ان کے لیے کونسا روحانی مقصد یا دینی نصب العین ہو رہا ہے جس کے لیے یہ لوگ جد و جہد کریں حرف یہی ہو سکتا ہے کہ یہ جد و جہد کر کے طاقت حاصل کریں اور پھر اسے استعمال کریں تاکہ کہیں ایسے پڑے پڑے زنگ نہ لگ جاتے اور یہ تباہ نہ ہو جائے۔

لہذا ایسے لوگوں سے کہ جن کا مقصدِ حیاۃ طاقت ور بننا ہو انہیں طاقت ور ہونے کے بعد طاقت کے استعمال سے کون روک سکتا ہے۔ رہا عوام کی تکالیف دور کرنے کے لیے جد و جہد کرنا تو ہزاروں ایکڑ اراضی کے مالکوں کو جنہیں خود کوئی تکلیف نہ ہو وہ کسی کی تکلیف کیا جانیں۔ کوئی غریب ہی غریب کی تکلیف کا احساس کر سکتا ہے۔

تلخ و شیریں

تحریر: امجد علی شاکر بی اے

ع "یہ بند و بست ہوئے ہیں مری دعا کیلئے"

آیندہ دو برس بہت کٹھن ہوں گے۔

(بھٹو)

بھٹو صاحب جانتے ہیں کہ انہوں نے اپنے دورِ حکومت میں جو فصل بوئی ہے وہ اب پک کر تیار ہو رہی ہے۔ اب اس کا پھل بھٹو صاحب کو ضرور کھانا ہوگا۔ کیونکہ یہ انہی کی محنتِ شاقہ کا ثمرہ ہے۔ یہ پھل بھٹو صاحب اور ان کے حواریوں کو دو برس میں ہی نہیں مدتِ مدید تک کھانا ہوگا۔ اس فصل کی زرخیزی میں عوام کا خون بھی شامل ہے اور خواص کا بھی۔ بلوچستان کے مردِ مجاہد کا تازہ خون اسی فصل کی آبیاری کے لیے بہایا گیا۔ اب اس فصل پر انہی کا حق ہے جنہوں نے اسے بویا ہے اور اس کی نگہداشت کی۔

●

ضمنی انتخابات کا بائیکاٹ جاری رہیگا۔

(متحدہ جمہوری محاذ کا اعلان)

اس دور میں کسی شخص کے لیے انتخاب لڑنے کی ضرورت نہیں۔ کیوں کہ یک طرفہ کھیل میں دوسری ٹیم کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اگر ایک ٹیم کو "بال" دے دیا جائے اور وہ اس کو گول کی طرف دوڑانے لگے اور اسے آرام سے گول پر رکھ دیں اور منتظمین ان کی کامیابی کا اعلان کر دیں، لیکن اگر اس واحد "عوامی" ٹیم کی راہ میں کوئی حائل ہونے کی کوشش کرے تو منتظمین دوڑ کر ان کے ہاتھ باندھ دیں۔ "عوامی" ٹیم کو لاٹھیاں دے کر دوسری ٹیم کو ہٹائیں اور خود تماشہ دیکھیں، اگر ایسی صورت میں بھی عوامی ٹیم کی کامیابی مخدوش ہو جائے تو منتظمین خود لاٹھیاں پکڑ کر حائل ہونے والی ٹیم کے مقابل آجائیں' اور اگر ایسے بھی کامیابی نہ ہو سکے تو دھاندلی سے "عوامی" ٹیم کی کامرانی کا اعلان کر دیں تو ایسی صورت میں کونسی ٹیم میچ کھیلنے کے لیے تیار ہوگی؟ اور چاہیے بھی نہیں۔ بلکہ یہ کرنا چاہیے کہ باہر کھڑے ہو کر "عوامی" ٹیم کے یکطرفہ مقابلے کا پردہ چاک کریں اور خواہ مخواہ اندر کھڑے ہو کر عوام کو دھوکہ نہ دیں کہ دو ٹیمیں کھیل رہی ہیں۔

موجودہ "عوامی" دور کے "عوامی" طریقِ انتخاب پر ذرہ غور فرما دیں تو یہ مندرجہ بالا مثل کے عین مطابق ہوتے ہیں۔ کوشش کی جاتی ہے کہ کاغذاتِ نامزدگی داخل کرانے کی تکلیف ہی گوارا نہ کرے اور "عوامی" دور کے "عوامی" انعامات حاصل کر کے مسرت و شادمانی کے ڈنکے بجا کر عوام کو مصروف رکھے اور ان کی تفریحِ طبع کا سامان کرے تاکہ ڈپوؤں پر قطار اندر قطار کھڑے رہنے کی تھکاوٹ دور ہو سکے۔ (ویسے تو "عوامی" دور میں اس عوامی تھکاوٹ کو دور کرنے کے لیے "عوامی" خاصی محنت و سعی کر رہے ہیں۔ اور بھٹو صاحب سمیت تمام "رہنما" لوگوں کو ایسے "شو" دکھاتے پھرتے ہیں کہ ویسے شو "مداری" بھی نہ دکھا سکیں۔) اگر کوئی زیادہ ہی سخت جان ہو اور کاغذات نامزگی جمع کرا بیٹھے تو پھر اس کو اور اس کے ساتھیوں کی عزت ختم کی جاتی ہے۔ کیونکہ یہ رجعت پسندانہ دور کی یادگاریں۔ اگر وہ امیدوار جلسہ کرنے کی کوشش کرے تو جلسہ کو اکھاڑ کر لوگوں کو ان کے گھر بھیج دیا جاتا ہے تاکہ کہیں چور، ڈاکو گھر کا مال و منال نہ لے اڑیں (کیوں کہ "عوامی" دور میں چور ڈاکو کھلے پھر رہے ہیں، اس لیے کہ جیلوں کو سیاسی کارکنوں نے بھر دیا ہے) اور جب انتخاب تک نوبت پہونچ ہی جائے تو عوام کو پولنگ اسٹیشن پر ووٹ دینے کی تکلیف دینے کی بجائے خود "عوامی" ہی تمام خدمات سرانجام دے لیں اور مخالف پولنگ ایجنٹوں کو آرام کرنے کے لیے ان کے گھر بھیج دیا جائے، کیونکہ سیاسی کارکن بھٹو صاحب کے اس دورِ ہمایونی میں آرام نہ کریں گے تو کس دور میں کریں گے اور تمام انتخابات کے مراحل خود "عوامی" اپنے دستِ مبارک سے ادا کر دیں گے۔ او مخالفین کو ان کے گھر آرام سے بیٹھ کر انتخاب لڑنے کا موقعہ فراہم کیا جائے گا۔ ؎

زباں جلائی گئی قطع ہاتھ پہنچوں سے
یہ بند و بست ہوتے ہیں مری دعا کیلیے

●

ایک حکم منسوخ دوسرا جاری۔!

(ایک خبر)

موجودہ دور میں صوبائی حکومتوں کا اصل کام مرکزی حکومت کے احکام کی بجا آوری ہے۔ مزید تمام تکالیف مرکزی حکومت ہی اٹھا لیتی ہے۔ صوبائی حکومتوں کا کام احکامات تحریر کرنا ہوتا ہے اور انہیں دفعات کی رسی سے پرونا ہوتا ہے۔ اگر کوئی حکم کسی دفعہ کے کھونٹے سے ٹوٹ گرے تو اسی حکم کو دوسری "دفعہ" سے باندھ دیا جاتا ہے۔ تاکہ مرکزی حکومت کے حکم کی بجا آوری ہو سکے۔

●

حکمران جماعت سیاست میں طاقت

باقی صد ۱۱ پر

رپورٹنگ: عمیر الہاشمی

نظام شریعۃ کنونشن

قراردادیں ، فیصلے ، اعلانات ؟

(۱) نظام شریعت کنونشن کا یہ عظیم الشان اجتماع عام بلوچستان کی صورت حال کے بارے میں حکومت کے اعلانات کو ایک ڈھونگ قرار دیتا ہے۔ جس کی آڑ میں حکمران گروہ بلوچستان کے نہتے عوام پر ظلم و تشدد کا عمل جاری رکھے ہوئے ہے۔

ابھی حال میں ستمبر ۷۵ء سے قبل جاؤ ڈشکے پر فوج نے بمباری کی ہے۔ ستمبر کے آخر میں قبائلیوں کے ساتھ تصادم میں طرفین کی کافی جانیں ضائع ہوتی رہیں۔

رمضان المبارک میں پنجا پاٹی کے تصادم میں بے شمار جانیں ضائع ہو جانے کے بعد بھی ان پر بمباری کر کے بے گناہ افراد کو شہید کیا گیا۔

۲۰ اکتوبر کو بیک وقت قلات لس بیلہ ضلع خاران اور وڈھ میں قبائلیوں کے ساتھ تصادم میں بہت سی جانیں ضائع ہوئیں۔ اس وقت بلوچستان میں فوج کی تعداد میں اضافہ کر دیا گیا ہے اور فضا میں بمبار طیارے پھرتے رہتے ہیں۔

لوگوں کو طرح طرح کی تکلیفیں دی جا رہی ہیں۔ ان پر تیزاب چھڑک کر پانی میں ڈبویا جاتا ہے۔ زندہ آدمیوں کو باندھ کر سگرٹوں سے ان کے بدن کو داغا جاتا ہے اور پھر فوجی ان کو پاؤں تلے روندتے ہیں۔ ؟

(۲) نظام شریعت کانفرنس کا یہ اجلاس اس امر پر دلی تشویش اور افسوس کا اظہار کرتا ہے کہ ہفت روزہ عوامی ترجمان کراچی کو صوبہ سندھ کے پریس کمیشن نے فرد الزام مہیا کر کے صفائی کا موقع دیئے بغیر ڈیکلریشن منسوخ کرنے کی سفارش کر دی اور مزید ظلم یہ کیا کہ ڈیکلریشن منسوخ ہونے سے پہلے ہی سپر آرٹ پریس کے مالک کو دھمکی دے کر اس سے اقرار لیا کہ وہ عوامی ترجمان کو اپنے پریس میں شائع نہ کرے۔ کانفرنس کو یقین ہے کہ صوبہ سندھ میں ایک مضبوط گروہ اسلام اور پاکستان کے خلاف کھلے عام ریشہ دوانیاں کر رہا ہے۔ وزارتِ اعلیٰ صوبہ سندھ اور وفاقی اربابِ اقتدار ان کی ریشہ دوانیوں سے چشم پوشی کر رہے ہیں۔ عوامی ترجمان کے خلاف یہ سازشی کارروائیاں اسی سلسلے کی کڑی ہیں۔ کنونشن کا یہ اجلاس وزیر اعلیٰ سندھ کے اختیارات سے متعلق حالیہ بیان کی روشنی میں ان سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ عوامی ترجمان سے تمام پابندیاں ختم کر دے اور عوامی ترجمان کے مدیر مسئول سے مقدمہ واپس لینے کے لیے ہدایات جاری کر کے ملتِ اسلامیہ کو مطمئن کرے۔

(۳) جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کا یہ تاریخی کنونشن موجودہ حکومت کا وزارتِ امور مذہبیہ کے نام سے علماء حق، خطباء مساجد مدارس عربیہ اور مساجد کی آزادانہ دینی خدمات میں دست اندازی اور مقام و منصب کے تقاضوں سے انہیں ہٹانے کے لیے آئے دن علانیہ اور درپردہ سرگرمیوں پر شدید تشویش کا اظہار کرتا ہے۔ علمائے حق کے مقابلے میں چند گنے چنے سرکاری ملازم قسم کے درباری ملاّ برائے نام اتحاد کانفرنسوں کا انعقاد، سیرت کمیٹیوں کی تشکیل وغیرہ کو جہاں بظاہر موجودہ حکومت کی نام نہاد اسلام پسندی کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، وہاں درپردہ ایسے ہتھکنڈوں سے ملک میں علمائے حق کی عظیم اکثریت کو ان کے دینی فرائض اور وراثتِ نبوت کے تقاضوں کی تکمیل سے طرح طرح سے ہٹانے کی سعی کی جا رہی ہے۔ اس سلسلہ میں جمعیۃ علماء اسلام سے وابستہ کروڑوں مسلمان وزارت امور مذہبیہ کے ایسے تمام نمائشی اقدامات مثلاً علماء کے نام اتحاد کانفرنس سیرت کمیٹی، مساجد کی تنظیم، مدارس اسلام کے نام نہاد اصلاح کی مساعی اور منصوبوں پر عدم اعتماد کا اظہار کرتی ہے۔

(۴) جمعیۃ علماء اسلام کے زیر اہتمام نظام شریعت کنونشن، دینی مدارس کو قومی تحویل میں لینے کی تجویز کو دینی علوم کے تحفظ کے نظام کو ختم کرنے کے مترادف قرار دیتا ہے۔ دینی مدارس نے برصغیر پاک و ہند و بنگلہ دیش میں اسلامی علوم کی ترویج اور اسلامی اقدار

وروایات کے تحفظ کے لیے جو شاندار خدمات سرانجام دی ہیں اور دے رہے ہیں ان کی بنیاد اور روح ان مدارس کی آزادانہ پالیسی ہے۔ اور اس آزادی کو مجروح کرنا بلاشبہ دینی علوم کے تحفظ کو سیبوتاژ کرنا ہے

اس لیے کنونشن اعلان کرتا ہے کہ دینی مدارس کی آزادی کا ہر قیمت پر تحفظ کیا جائے گا۔ اور ہم ہر قربانی دے کر دینی علوم کے تحفظ کے اسی نظام کو جس کی خاطر ہمارے اکابر نے خون کی ندیاں بہائی تھیں ظلم وجبر اور نوکرشاہی کی دستبرد سے بچائیں گے۔ اور حکمران گروہ کو یہ بتادینا چاہتے ہیں کہ مساجد اور مدارس کو سرکاری   پروپیگنڈہ کا ذریعہ بنانے اور حق وصداقت کی آواز کو دبانے کی کسی بھی سکیم کو چلنے نہیں دیا جائے گا۔ :

(۵) یہ اجلاس ضمنی انتخابات میں حکمران گروہ کی دھاندلیوں کی شدید مذمت کرتے ہوئے اس رائے کا اظہار کرتا ہے کہ حکمران گروہ عمداً دھاندلیوں کا ارتکاب کرکے ووٹ اور جمہوری عمل پر عوام کا اعتماد ختم کرنے کی سازش کررہا ہے تاکہ وہ بے اعتمادی کی فضا میں من مانی کرسکے۔ یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ الیکشن کے طریق کار میں تبدیلی کی جائے۔

(۱) الیکشن کمیشن کو مستقل عملہ دیا جائے تاکہ انتظامیہ کے افراد الیکشن پر اثر انداز نہ ہوسکیں۔

۲- الیکشن حکومت کی بجائے سپریم کورٹ کی نگرانی میں کرائے جائیں

۳- الیکشن میں افراد کی بجائے جماعتوں کو ووٹ دینے کا طریق کار اپنایا جائے تاکہ عوام کے صحیح نمایندے سامنے آسکیں

یہ اجلاس اس امر کا اظہار ضروری سمجھتا ہے کہ الیکشن کے طریق کار میں مندرجہ بالا تبدیلیاں کیے بغیر ملک میں آزادانہ انتخابات نہیں کرائے جاسکتے۔

(۶) یہ عظیم الشان کنونشن حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ تحریر وتقریر کی مکمل آزادی دے اور ملک میں ہر جگہ دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ کو فی الفور ختم کردے۔ چونکہ حکومت نے دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ مساجد کے اندر بھی نافذ کردیا ہے جو مداخلت فی الدین ہے۔ جمعیۃ کا یہ عظیم کنونشن ملک بھر کے کارکنوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ آیندہ مساجد کی حدود کے اندر دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ کو کسی بھی صورت تسلیم نہ کریں اور بغیر حکومت کی منظوری کے مساجد میں لاؤڈ سپیکر کا استعمال کریں اور اس راہ میں جتنی مصائب ومشکلات حائل ہوں ان کا مردانہ وار مقابلہ کیا جائے

سیاسی صورت حال

---

(۷) یہ کنونشن ملک کی سیاسی صورت حال پر قطعی عدم اطمینان کا اظہار کرتا ہے۔ بدقسمتی سے قیام پاکستان کے بعد سے اب تک اِکاّ دُکاّ مختصر مواقع کے سوا کسی بھی دَور میں سیاسی وجمہوری عمل کو پنپنے کا موقعہ نہیں دیا گیا۔ خصوصاً موجودہ حکومت کے دَور میں سیاسی عمل کو روکنے اور جمہوری قوتوں کو کچلنے کے لیے ایسے حربے اور ہتھکنڈے استعمال میں لائے جارہے ہیں کہ میسولینی اور ہٹلر کی روحیں بھی شرمندہ وشرم سار ہیں۔ اجتماعات، اظہار رائے پر پابندی، اندھا دھند سیاسی مقدمات، سیاسی جلسوں کو ناکام بنانے کے لیے مسلح غنڈہ گردی، سیاسی راہ نماؤں کا بے تحاشہ قتلِ عام ضمنی انتخابات میں شرمناک دھاندلیاں، تمام ذرائع ابلاغ سے سیاسی قایدین کے خلاف بے بنیاد پراپیگنڈا اور اس جیسے دیگر اقدامات کے ذریعہ حکمران گروہ ملک کا نظام چلارہا ہے۔

ان حالات میں یہ کنونشن اس واضح رائے کا اظہار کرنے پر مجبور ہے کہ حکمران گروہ ملک میں سیاسی وجمہوری عمل کو باقی رکھنے اور عوام سے کیے گئے وعدوں کو پورا کرنے میں قطعی ناکام رہا ہے۔ اس لیے موجودہ حکومت فی الفور مستعفی ہوجائے۔ اور تمام سیاسی نمایندوں پر مشتمل ایک قومی حکومت تشکیل دی جائے اور اس کی زیرِ نگرانی ملک میں آزادانہ انتخابات کرائے۔

قراردادِ تعزیت

---

(۸) یہ اجلاس حضرت مولانا سیّد **محمد میاں** صاحب ناظم جمعیۃ علمأ ہند کی وفات حسرت آیات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتا ہے۔

حضرت مرحوم نے برصغیر کی آزادی کے لیے حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ، حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ اور حضرت مولانا مفتی کفایت اللہؒ کے شانہ بشانہ جرأت مندانہ جنگ میں بے پناہ قربانیاں دیں اور علماءحق کی دوسوسالہ شاندار ماضی کو تحریری طور پرلبط کرکے ملتِ اسلامیہ پر عظیم احسان فرمایا۔

یہ کنونشن حضرت مولانا مرحوم کی عظیم ملی ودینی خدمات پر خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے دعاگو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق فرمائیں۔

کنونشن حضرت مولانا سید محمد میاںؒ صاحب کے فرزند حضرت مولانا سید حامد میاں صاحب مدظلہٗ اور دیگر اعزہ کے اس غم میں برابر کا شریک ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالےٰ ان کے خاندان کو اپنے عظیم باپ کے

نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق دے - (آمین)

آغا شورش کاشمیری !

(9) نظامِ شریعت کنونشن معروف صحافی جناب آغا شورش کاشمیری کی وفات حسرت آیات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتا ہے - آغا صاحب نے آزادیٔ وطن اور تحریکِ ختم نبوت اور جمہوری اقدار کی بحالی کے لیے بے پناہ قربانیاں دی ہیں - اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائیں - اور پسماندگان کو صبر جمیل ارزاں فرمائیں -

عدالتِ شرعیہ کے قیام کا ---- تاریخی فیصلہ

جمعیتہ علماء اسلام پاکستان کا عظیم الشان نظامِ شریعت کنونشن فیصلہ کرتا ہے کہ جب تک حکمران گروہ پاکستان میں اسلام کے عادلانہ نظام اور اسلامی قوانین کا نفاذ عمل میں نہیں لاتا، اس وقت تک کے لیے جمعیتہ علماء اسلام کی طرف سے ملک میں مرکزی، صوبائی اور ضلعی سطح پر شرعی عدالتیں قائم کی جائیں۔ جو مسلمانوں کے باہمی تنازعات و مقدمات کا فیصلہ کریں گی - اس سے ایک طرف تو مقدمات کے شرعی فیصلوں کا آغاز ہوگا، اور دوسری طرف غریب عوام عدالتوں کے کمر توڑ اخراجات سے چھٹکارا پالیں گے -

کنونشن اس مقصد کے لیے مرکزی عدالتِ شرعیہ کے طور پر مندرجہ ذیل تین حضرات کو نامزد کرتا ہے جو عدالتی طریقِ کار تجویز کرنے کے ساتھ ساتھ صوبائی سطح پر قاضیوں کا تقرر کریں گے اور اس کے بعد صوبائی عدالتیں اضلاع میں قاضی مقرر کریں گی -

۱- قاضی القضاۃ : مولانا مفتی محمود ایم این اے
ڈیرہ اسماعیل خان -
۲- قاضی :— مولانا عبدالکریم صاحب
بیر شریف، لاڑکانہ -
۳- قاضی :— مولانا سرفراز خان صاحب
گوجرانوالہ -

کنونشن عامتہ المسلمین خصوصاً جمعیت علماء اسلام کے کارکنوں اور اس سے وابستہ عام مسلمانوں سے استدعا کرتا ہے کہ اپنے تنازعات اور ان مقدمات کے تصفیہ کے لیے جو مروّجہ قانون کے مطابق قابلِ دست اندازیٔ پولیس نہیں ہیں شرعی عدالتوں سے رجوع کریں اور اس طرح ملک میں شرعی نظام کے عملی نفاذ کی جدوجہد میں حصّہ لیں -

اعلانِ گوجرانوالہ !

جمعیتہ علماء اسلام پاکستان کا یہ عظیم کنونشن اس امر پر انتہائی تشویش کا اظہار کرتا ہے کہ وطن عزیز پاکستان اپنے قیام کے ۲۹ سال بعد بھی ان مقاصد کے حصول کی منزل سے دور ہے جو مقاصد پاکستان کے قیام کی تحریک میں ظاہر کیے گئے تھے اور جن کی خاطر برصغیر کے غیور و جسور ملتِ اسلامیہ نے قربانیوں کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا تھا -

یہ کنونشن علیٰ وجہ البصیرت یہ سمجھتا ہے کہ پاکستان کا استحکام ملی وحدت و اخوت اور اس وطن عزیز میں ایک صالح اور صحیح معاشرہ کا قیام اسلام کے عادلانہ نظام کے نفاذ کے ساتھ ہی وابستہ ہے اور اسلامی نظام کو نافذ نہ کرنے کی وجہ سے ہی پاکستان دو حصوں میں تقسیم ہو کر اپنے حقیقی وجود سے محروم ہو گیا ہے - اگر پاکستان میں اسلام کے عادلانہ اقتصادی، سیاسی و معاشی نظام نافذ کر دیا جاتا اور ملک کے ہر حصّہ کے عوام کو ان کے حقوق اسلامی اصولوں کی روشنی میں مل جاتے تو غلط فہمیوں کو پیدا ہونے اور ملک کے ٹوٹنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا -

کنونشن کی یہ دوٹوک رائے ہے کہ خود غرض اور مفاد پرست عناصر کے گٹھ جوڑ نے ملک میں سیاسی اور انتظامی قوت کے سرچشموں پر غاصبانہ قبضہ جما رکھا ہے اور یہ عناصر اپنی جھوٹی اغراض اور مفادات کی خاطر پاکستان کے عوام کو جان بوجھ کر طے شدہ پروگرام کے مطابق اسلامی نظامِ عدل سے محروم رکھے ہوئے ہیں - ورنہ ملک میں اسلامی نظام کا نفاذ اور اسلامی قوانین پر عملدر آمد کوئی مشکل امر نہیں ہے -

نظامِ شریعت کنونشن اپنا ملّی و دینی فرض سمجھتے ہوئے یہ کہنے پر مجبور ہے کہ باقی ماندہ ملک کے اتحاد و سالمیّت اور پرامن معاشرہ کے قیام کا انحصار صرف اور صرف اسلام کے نظامِ عدل کے نفاذ پر ہے - اس کے بغیر نہ ملک بچ سکتا ہے اور نہ قوم بے پناہ مسائل کے حصار سے نکل سکتی ہے -

اس لیے نظامِ شریعت کنونشن اعلان کرتا ہے کہ جمعیتہ علماء اسلام پاکستان کے تمام ارکان اپنے عظیم دینی و قومی فرض کی تکمیل کے لیے پاکستان میں نظامِ شریعت کے نفاذ کی مؤثر عملی تحریک کا آغاز کرتے ہیں اور اس تحریک کے لیے جمعیتہ علماء اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ نے جو طریق کار طے کیا ہے کنونشن کے شرکاء اپنے تمام تر وسائل بروئے کار لا کر اسے کامیاب بنائیں گے -

اس موقع پر نظامِ شریعت کنونشن

۱- حکمران گروہ سے یہ کہنا اپنا فرض سمجھتا ہے کہ اگر آپ لوگوں کو ملکی سالمیت کے تحفظ اور ملّتِ اسلامیہ کے مسائل کے حل کے

نظامِ شریعت کنونشن کے اہم گوشے

۱۔ کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام کے زیرِ اہتمام دو روزہ نظامِ شریعت کنونشن گزشتہ شب بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

۲۔ کنونشن میں پنجاب، سرحد، سندھ، بلوچستان اور آزاد کشمیر سے کم و بیش ۱۰ ہزار مندوبین نے شرکت کی، جن میں علماء کرام، وکلاء، طلباء اور ہر طبقہ سے تعلق رکھنے والے افراد شامل تھے۔

۳۔ کنونشن کا اعلان ۲۸/۲۹ اپریل کو مرکزی مجلسِ شوریٰ کے اجلاس منعقدہ ملتان کے بعد کیا گیا تھا اس کے بعد مجلسِ استقبالیہ نے ضلعی انتظامیہ سے مسلسل رابطہ قائم رکھا۔ مولانا مفتی محمود نے صوبائی حکومت سے بھی رابطہ قائم کیا مگر آخر وقت تک انتظامیہ نے شیرانوالہ باغ میں کنونشن کے انعقاد کی اجازت دینے یا نہ دینے کے بارے میں مجلسِ استقبالیہ کو کوئی باضابطہ جواب نہیں دیا۔

۴۔ جمعیۃ علماء اسلام کی مرکزی مجلسِ عاملہ کا اجلاس ۲۳، اکتوبر کو گوجرانوالہ میں مولانا محمد عبداللہ درخواستی کی زیرِ صدارت شروع ہوا۔ جس میں کنونشن کے انتظامات کا جائزہ لیا گیا۔

۵۔ جمعیۃ علماء اسلام کے امیر مولانا محمد عبداللہ درخواستی نے ۲۴، اکتوبر کو جامع مسجد نور گوجرانوالہ میں جمعۃ المبارک کے عظیم اجتماع سے خطاب کیا اور اعلان کیا کہ حکومت کی رکاوٹوں کے باوجود کنونشن پروگرام کے مطابق منعقد ہوگا۔ آپ نے ۲۵، اکتوبر کو صبح گرجاکھی میں احمد ڈسپنسری کا افتتاح کیا اور اس کے بعد جامع مسجد گرجاکھی کے کارکنوں سے بھی خطاب فرمایا۔

۶۔ ۲۵، اکتوبر کو صبح ۹ بجے مرکزی مجلسِ شوریٰ کا اجلاس مولانا محمد عبداللہ درخواستی مدظلہ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں تازہ ترین صورتحال پر غور و خوض کے بعد فیصلہ کیا گیا کہ کنونشن قانونی رکاوٹ کی وجہ سے شیرانوالہ باغ کی بجائے جامع مسجد نور نزد گھنٹہ گھر گوجرانوالہ میں ہوگا۔

۷۔ قائدِ جمعیۃ مولانا مفتی محمود نے ۲۵، اکتوبر کو صبح ۱۰ بجے مدرسہ قاسم العلوم لاہور میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کنونشن کے انتظامات پر روشنی ڈالی اور بعد ازاں جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ لاہور میں خطبہ جمعۃ المبارک ارشاد فرمایا۔

۸۔ بیرونی مندوبین کی آمد ۲۴، اکتوبر سے ہی شروع ہوگئی تھی اور ۲۵، اکتوبر کی دوپہر تک مندوبین اتنی کثیر تعداد میں جمع ہو چکے تھے کہ انتظامیہ کو عصر کے بعد والے باضابطہ افتتاحی اجلاس سے قبل ظہر کی نماز کے بعد ایک غیر رسمی اجلاس کا اہتمام کرنا پڑا۔ جس کی صدارت مولانا ابوبکر نائب امیر جمعیۃ بلوچستان نے کی۔ مولانا قاری نور الحق قریشی ایڈووکیٹ، طالب علم راہنما عبدالمتین چودھری اور دیگر مقررین نے خطاب کیا

۹۔ مجلسِ استقبالیہ نے بیرونی وفود کی سہولت کے لیے جنرل بس سٹینڈ، ریلوے سٹیشن، شیخوپورہ چوک اور حافظ آباد روڈ پر معلوماتی کیمپ قائم کئے تھے جنہیں متعدد بار پولیس نے اکھاڑنے کی کوشش کی۔ مگر مولانا مفتی محمود کے شدید احتجاج پر ایس۔ پی گوجرانوالہ نے پولیس کو مداخلت سے روک دیا۔

۱۰۔ کنونشن کا افتتاحی اجلاس ۲۵، اکتوبر کو عصر کے بعد جامع مسجد نور میں امیر مرکزی مولانا محمد عبداللہ درخواستی کی زیرِ صدارت شروع ہوا۔ جس میں صدر مجلسِ استقبالیہ مولانا عبیداللہ انور نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا۔

۱۱۔ اسی روز بعد نماز عشاء دوسری نشست زیرِ صدارت مولانا محمد شریف وٹو، نائب امیر مرکزی جمعیۃ علماء اسلام منعقد ہوئی جس سے مولانا ایوب جان بنوری امیر صوبہ سرحد، مولانا محمد خان شیرانی امیر صوبہ بلوچستان، مولانا عبدالغفور کوئٹہ، مولانا عبدالحمید سواتی اور مولانا عبدالکریم آف بیر شریف نے خطاب فرمایا۔

۱۲۔ ۲۶، اکتوبر کو صبح ۸ بجے مرکزی مجلسِ شوریٰ کا اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں جمعیۃ کے آئندہ لائحہ عمل پر غور کیا گیا اور اہم فیصلے کئے گئے۔

۱۳۔ کنونشن کی تیسری نشست ۲۶، اکتوبر کو ۱۰ بجے صبح زیرِ صدارت مولانا عبدالکریم آف بیر شریف، نائب امیر مرکزی جمعیۃ علماء اسلام منعقد ہوئی۔ جس میں مولانا محمد لقمان علی پوری

مولانا قاضی عبداللطیف کلاچی، مولانا دل محمد سکھر اور دیگر مقررین نے خطاب کیا۔

۱۴۔ چوتھی نشست ۲۶ اکتوبر کو ۲ بجے نائب امیر مرکزی حضرت مولانا محمد شریف وڈو کی زیر صدارت انعقاد پذیر ہوئی۔ مولانا محمد رمضان صاحب میانوالی، قاضی عبدالکریم صاحب ڈیرہ اسماعیل خان اور مولانا سعید احمد صاحب رائے پوری نے خطاب کیا۔ سید امین گیلانی نے اپنی تازہ ترین ولولہ انگیز نظموں سے سامعین کو نوازا۔ اس نشست کے آخر میں قائد جمعیۃ مولانا مفتی محمود نے اراکین و مندوبین کو ہدایات دیں۔ آپ نے خصوصیت کے ساتھ جمعیۃ کے کارکنوں کو تلقین کی کہ وہ ترجمانِ اسلام کی اشاعت کے لیے کوشش کریں۔ آپ نے کہا کہ جمعیۃ کے ہر کارکن کے پاس جماعتی آرگن ہفت روزہ ترجمانِ اسلام کا ہونا ضروری ہے۔ نشست کے آغاز میں رانا شمشاد علی خاں نے خطاب کیا۔

۱۵۔ کنونشن کی آخری نشست جلسہ عام کی صورت میں حضرت مولانا خان محمد صاحب سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں منعقد ہوئی۔ جس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا مفتی محمود نے جمعیۃ کے آئندہ لائحہ عمل کا اعلان کیا۔ اس نشست سے مولانا سید نیاز احمد گیلانی جنرل سیکرٹری جمعیۃ علماء اسلام پنجاب، جمعیۃ طلباء اسلام کے راہ نما جاوید پراچہ، عبدالمتین چودھری، حافظ محمد طاہر اور آخر میں مرکزی امیر حضرت مولانا محمد عبید اللہ درخواستی مدظلہٗ نے افتتاحی خطاب فرمایا اور ٹھیک ۲ بجے رات حضرت الامیر کی دعا پر کنونشن اختتام پذیر ہوا۔

۱۶۔ ۲۶ اکتوبر کو عصر کی نماز کے بعد جمعیۃ علماء اسلام کی رضاکار تنظیم "انصار الاسلام" کے تقریباً ایک ہزار باوردی رضاکاروں کے جیش نے سالارِ اعظم حاجی کرامت اللہ کی قیادت میں قائد جمعیۃ مولانا مفتی محمود کو سلامی پیش کی۔ اس موقع پر مفتی صاحب نے جیش کا معائنہ کیا اور مختصر خطاب فرمایا۔

۱۷۔ کنونشن کی مختلف نشستوں میں سٹیج سیکرٹری کے فرائض جمعیۃ کے مرکزی ناظم انتخابات قاری نور الحق ایڈووکیٹ اور مدیر ترجمانِ اسلام لاہور اکرام القادری نے سرانجام دیئے۔ جب کہ جلسہ عام میں سٹیج سیکرٹری کے فرائض جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی ناظم نشر و اشاعت مولانا زاہد الراشدی نے سرانجام دیئے۔

۱۸۔ کنونشن کے انتظامات مجموعی طور پر تسلی بخش رہے، صوبہ سرحد، بلوچستان اور سندھ کے مندوبین کی رہائش کا انتظام مدرسہ انوار العلوم اور جامع مسجد شیرانوالہ باغ میں، پنجاب کے مندوبین کی رہائش مدرسہ نصرۃ العلوم میں، آزاد کشمیر کے مندوبین کی رہائش مسجد جی۔ ٹی روڈ میں اور ارکانِ مجلسِ شوریٰ کے قیام کا مختلف دوستوں کی قیام گاہوں پر کیا گیا تھا۔ شیرانوالہ باغ کی اجازت نہ ملنے کی وجہ سے جگہ کی قلت کے باعث بیرونی مہمانوں کو کچھ مشکلات کا سامنا کرنا پڑا مگر مجموعی طور پر تمام انتظامات بخیر و خوبی انجام پائے۔

۱۹۔ مجلسِ استقبالیہ کے صدر مولانا عبید اللہ انور نے کنونشن کی شاندار کامیابی پر مسرت کا اظہار کرتے ہوئے جمعیۃ کے تمام ارکان کو ہدیہ تبریک پیش کیا ہے اور کنونشن کی کامیابی میں حصہ لینے والے تمام حضرات کا شکریہ ادا کیا ہے۔ آپ نے کہا بعض ناگزیر حالات کے باعث جن مہمانوں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ مجلس استقبالیہ ان سے معذرت خواہ ہے اور انہیں یقین ہے کہ عظیم مقاصد کی خاطر ہمارے مہمان درگزر فرمائیں گے۔

بقیہ: نظام شریعت کنونشن

سلسلہ میں کسی درجہ میں کوئی دلچسپی ہے تو اپنی اغراض کو اجتماعی مفاد پر قربان کرتے ہوئے اسلامی نظام عدل کے سامنے "سرنڈر" ہو جائیں اور خدا کی مخلوق کو خدا کے عادلانہ نظام سے محروم رکھنے کا باعث نہ بنیں۔

۲۔ ملک کی دیگر سیاسی و دینی پارٹیوں سے **اپیل** کرتا ہے کہ وہ دینی و سیاسی و گروہی اختلافات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے نظام شریعت کے نفاذ کے عظیم مقصد کی خاطر جمعیۃ علماء اسلام کے ساتھ تعاون کریں تاکہ اس ملک کی جمہوری قوتیں مل جل کر قیام پاکستان کے مقصد کی تکمیل کر سکیں۔

۳۔ ملک کے عوام سے استدعا کرتا ہے کہ وہ سیاسی مداری بن کر مظاہرہ کرنے والوں کے دام فریب کا بار بار شکار ہونے سے بچیں۔ اور اپنے دلوں کی آرزو، اسلامی نظام کے نفاذ کی خاطر علماء حق کے پلیٹ فارم پر منظم ہو جائیں اور نظامِ شریعت کے نفاذ کے لیے **جمعیت علمائے اسلام** کی جدوجہد میں دامے، قدمے، سخنے شریک ہو کر اسے کامیابی کی منزل سے ہمکنار کریں۔

ترجمانِ اسلام
میں
اشتہارات
دیکر اپنی
تجارت
کو فروغ دیں

مشاہیر اسلام

محمد فاروق قریشی

مولانا محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آل انڈیا ریڈیو کی اطلاع کے مطابق گذشتہ دنوں مجاہد کبیر حضرت علامہ مولانا محمد میاںؒ صاحب سابق ناظم عمومی جمیعۃ علماء ہند کا وصال ہو گیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس جانکاہ خبر سے جمیعۃ علماء اسلام کے حلقوں میں بالخصوص اضطراب اور رنج وغم محسوس کیا گیا۔ جہاں تک حضرت مولاناؒ کی ذاتِ گرامی اور شخصیّت کا تعلق ہے تو وہ کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ برّصغیر میں بسنے والے مسلمان زعماء ہی نہیں بلکہ غیر مسلم دانشور بھی آپ کی علمی، تاریخی اور ادبی قلمی کاوشوں کو خراجِ تحسین پیش کر چکے ہیں۔ ذاتی حالات کے سلسلہ میں مولانا اس بات کو سختی سے ناپسند کرتے تھے کہ ان کے بارے میں کچھ لکھا جائے اس قسم کے استفسار پر مولانا مرحوم خفگی کا اظہار فرماتے تھے اور اسے نام ونمود سے تعبیر کرتے تھے۔

حضرت کے حالاتِ زندگی، نام ونسب، تعلیم وسیاسی خدمات کے سلسلے میں جو کچھ نذرِ قارئین کیا جا رہا ہے وہ حضرت مولانا حامد میاں صاحب مدظلہ، خلف اکبر مولانا محمد میاں صاحبؒ سے دریافت کیا گیا ہے۔

نام ونسب

آپ کا نسبی تعلق دیوبند کے معروف خاندان ساداتِ رضویہ سے ہے۔ آپ کا شجرۂ نسب اکتالیسویں پشت میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ سب سے پہلے آپ کے جدِّ اعلیٰ حضرت سیّد حاجی محمد ابراہیم صاحبؒ نے دیوبند میں سکونت اختیار کی۔ حاجی محمد ابراہیم صاحبؒ ہی ساداتِ دیوبند کے مورثِ اعلیٰ ہیں۔ حاجی محمد ابراہیم تک آپ کا شجرۂ نسب حسب ذیل ہے۔

مولانا سیّد محمد میاں صاحب ابن سیّد منظور محمد صاحب ابن سیّد محمد یوسف صاحب ابن سیّد محمد علی صاحب ابن شاہ ظہور ولی صاحب ابن شاہ محمد فردوس صاحب ابن شاہ شبلی صاحب ابن شاہ بندگی ابن حاجی محمد ابراہیم صاحبؒ۔

ابتدائی تعلیم

مولانا محمد میاں صاحبؒ ۱۹۰۲ء میں پیدا ہوئے۔ ابتداء سے دورۂ حدیث تک تمام تعلیم برصغیر کی عظیم اسلامی جامعہ دار العلوم دیوبند میں حاصل کی۔

آپ کے اساتذہ میں علامہ محمد انور شاہ صاحب کشمیریؒ، مولانا اعزاز علی صاحبؒ، مولانا محمد ابراہیم صاحب بلیاویؒ اور مولانا رسول خان صاحبؒ نمایاں حیثیت کے حامل ہیں روحانی طور پر شیخ العرب والعجم مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ سے متعلق ہو گئے اور تاحیات ان ہی کے دامنِ رشد وہدایت سے وابستہ رہے۔

سیاسی زندگی کا آغاز

تعلیم سے فراغت کے بعد حضرت مولانا پٹنہ اور آرا (صوبہ بہار) میں رہے۔ بعد ازاں تقریباً ۱۸ سال تک مراد آباد میں قیام رہا۔ یہیں سے مولانا کی ابتدائی سیاسی زندگی کا آغاز ہوا۔

مولانا کا سیاسی مؤقف

سیاسی اعتبار سے آپ ابتداء ہی سے شیخ العرب والعجم حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے مؤقف کے حامی رہے ہیں۔ برصغیر کی آزادی اور مسلمانوں کی ترقی کے لیے جو فارمولا جمیعۃ علماء ہند کے سٹیج سے حضرت مدنیؒ اور ان کے رفقاء نے پلیش کیا تھا مولانا آخری دم تک اس پر جمے رہے اس سلسلہ میں آپ کی تحریری خدمات سے کوئی بھی منصف مزاج مؤرّخ انکار نہیں کر سکتا قدرت نے آپ کو قلم کا بانکپن عطا کیا تھا۔ آپ کے خامۂ زرنگار سے ایسی ایسی صحیح تاریخی کتابیں منصۂ شہود پہ آئیں جنہیں نہ صرف عوام ہی نے دل وجان سے پسند کیا بلکہ طبقہ علماء میں بدرجۂ اتم مقبول ہوئیں۔

حضرۃ مدنیؒ سے خصوصی تعلق

مولانا کو حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا خصوصی اعتماد حاصل تھا۔ تحریری کام کے سلسلے میں مولانا حضرت مدنیؒ کے خصوصی معاونین میں سے تھے۔ آخری دنوں میں حضرت مدنی رح آپ کو گھر میں بلا لیا کرتے تھے اور پہروں قومی و ملّی مسائل کے موضوع پر گفتگو رہتی۔

مولانا حفظ الرّحمان سیوہاروی کے بعد

آپ جمعیۃ علماء ہند ناظم عمومی کی حیثیت سے کام کرتے رہتے۔

جامعہ قاسمیہ مراد آباد

جامعہ قاسمیہ مراد آباد جس کی بنیاد حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رح نے اپنے دست اقدس سے رکھی تھی۔ مولانا محمد میاں صاحب آخر دم تک اس مدرسہ کے نگران و مہتمم رہے۔ حضرت نانوتوی نے یوم تاسیس کے وقت جامعہ قاسمیہ کا نام مدرسۃ الغرباء رکھا تھا۔ جس کی وجہ ایک غریب مسافر کا سب سے پہلے چندہ دینا تھا۔ یہ مدرسہ تقسیم ملک کے بعد ایک بہت بڑا مدرسہ بن گیا تھا۔ اور جامعہ قاسمیہ کے نام سے کام کرتا رہا۔ اور آج بھی ترقی کی منازل طے کر رہا ہے۔ مولانا محمد میاں صاحب رح تا دم واپسیں متعدد مدارس کے اہتمام کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ ادارہ حفظ الرحمان جو دہلی میں بہت بڑی زمین حاصل کر کے لب دریا قائم کیا گیا تھا۔ اور جس کے منتظم حضرت مدنی کے خلف الرشید حضرت مولانا محمد ارشد صاحب، مولانا محمد میاں صاحب ماہ بماہ اس عظیم ادارے کی نگرانی بھی فرماتے تھے۔

اسارت

تحریک آزادی وطن کے سلسلہ میں دیگر زعماء ملک و ملت کے ساتھ آپ نے بھی متعدد مرتبہ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ جیل ہی میں آپ نے قرآن کریم حفظ کرنے کی ابتداء کی لیکن قومی مصروفیات کی وجہ سے تسلسل کے ساتھ آپ کا حفظ قرآن مکمل نہ ہو سکا۔ بالآخر ۶۵ سال کی عمر میں آپ نے قرآن کریم مکمل طور پر حفظ کر لیا۔ یہ تھا آپ کا جذبہ دینی اور شغف ملی۔ مولانا محمد میاں کی وابستگی دار العلوم دیوبند سے آخر دم تک قائم رہی۔ آپ دار العلوم دیوبند کی مجلس شوریٰ و مجلس عاملہ، تعلیمی کیٹی اور ادارہ دار التصنیف و تالیف کے رکن رہے

مشاغل

آپ کے تمام اوقات بے انتہا مصروفیت کے ساتھ گزرتے۔ تہجد کے وقت بیدار ہوتے اور نماز تہجد کے بعد اوراد و وظائف میں مشغول ہو جاتے۔ جو نماز فجر تک جاری رہتے فجر کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد ایک گھنٹہ چہل قدمی فرماتے۔ چہل قدمی کے دوران قرآن کریم کی تلاوت فرماتے رہتے۔ پھر گھر پر نوافل اشراق ادا کرتے اس کے بعد ہلکا سا ناشتہ ہوتا۔ بعد ازاں دیر تک تحریر میں مصروف ہو جاتے۔ مدارس کی نگرانی بھی روزانہ کے معمول میں شامل تھی۔ دوپہر کے کھانے کے بعد قیلولہ فرماتے۔ قیلولے سے فراغت کے بعد تصنیف و تالیف کا سلسلہ شروع رہتا۔ اسی دوران ملاقاتیوں سے بھی خندہ روئی سے ملتے رہتے۔ ملک اور بیرون ملک سے آئے ہوئے بے شمار خطوط کے جوابات پابندی سے ارسال فرماتے۔ الغرض سارا دن مصروفیت میں گزرتا۔ نماز مغرب کے بعد تقریباً ایک گھنٹہ نوافل پڑھتے رہتے جلد ہی عشاء کی نماز کا وقت ہو جاتا۔ نماز عشاء کے بعد مطالعہ ہوتا اور پھر آرام۔ با جماعت نماز کی سختی سے پابندی فرماتے۔

تصانیف

مختلف مسائل پر آپ نے بہت سی کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ جن میں سے مشہور و معروف کتابوں کے نام حسب ذیل ہیں

۱- علماء ہند کا شاندار ماضی (چار جلدیں)
۲- علماء حق اور ان کے مجاہدانہ کارنامے۔ (دو جلدیں)
۳- سیرۃ مبارکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
۴- عہد زریں (سیرت صحابہ پر لاجواب کتاب)
۵- شرح ازالۃ الخفاء
۶- آنے والے انقلاب کی تصویر۔
۷- شواہد تقدس (خلافت و ملوکیت کے جواب میں)
۸- اسلام کے سیاسی اور اقتصادی مسائل
۹- مشکوٰۃ الآثار (عربی)
۱۰- شرح نور الایضاح (اردو)
۱۱- حیات شیخ الاسلامؒ (حضرت مدنی کی سوانح)
۱۲- ہمارے پیغمبر (بچوں کے لیے)
۱۳- تاریخ اسلام
۱۴- بچوں کا نصاب (جمعیۃ علماء ہند نے تقسیم کے بعد مسلمانوں کو اسلامی تعلیمات سے آگاہی کے لیے شبینہ مکاتیب کھولے ہوئے ہیں۔ یہ کتاب ان مکاتیب کے کورس میں شامل ہے)
۱۵- تحریک شیخ الہند (ریشمی رومال کی تحریک)

یہ مولانا مرحوم کی آخری تالیف ہے مولانا اسعد مدنی مدظلہٗ انڈیا آفس لائبریری لندن سے سی۔ آئی۔ ڈی کا تمام ریکارڈ جو تحریک ریشمی رومال سے متعلق تھا لائے۔ مولانا نے اردو ترجمہ کر کے کتابی صورت میں دہلی سے شائع کیا۔ اب پاکستان میں یہ عظیم کتاب مکتبہ رشیدیہ لیٹیڈ اور مکتبہ محمودیہ کی جانب سے عنقریب شائع ہو رہی ہے۔)

اولادِ ذکور

۱- مولانا حامد میاں صاحب مدظلہٗ مہتمم جامعہ مدنیہ، کریم پارک راوی روڈ، لاہور۔ خلیفہ مجاز حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ
۲- جناب خالد میاں صاحب (جرمن)
۳- جناب ساجد میاں صاحب، ایم۔ اے، فاضل جامعہ فتح پوری، دہلی۔
۴- جناب شاہد میاں صاحب (زیر تعلیم)

فخر ہاشمی

قرونِ اولیٰ کے مسلمان

ایک عجیب و غریب واقعہ!

خلیفہ سلیمان بن عبدالملک کے عہدِ حکومت کی بات ہے کہ الجزیرہ میں ایک شخص خزیمہ رہتا تھا۔ الجزیرہ دریائے فرات اور دریائے دجلہ کے درمیان شام کا ایک صوبہ تھا۔ خزیمہ ایک دولت مند آدمی تھا وہ بہت اچھا ادبی ذوق رکھتا تھا۔ بہت سے عالموں کا سرپرست اور ضرورت مندوں اور محتاجوں کا مددگار تھا۔

دور دور سے شاعر، عالم اور دانشور آکر اس کے مہمان ہوتے تھے۔ خزیمہ کے دوستوں اور مداحوں کا کوئی شمار نہ تھا اور وہ بخت کی یاوری، اثر و رسوخ اور خوش مذاقی کے اعتبار سے الجزیرہ کا معزز ترین فرد سمجھا جاتا تھا۔

ایک زمانہ آیا کہ خزیمہ اچانک بالکل قلاش ہو کر رہ گیا۔ دولت گئی۔ اثر و رسوخ گیا، دوست اور مداح بھی غائب ہو گئے خزیمہ کوڑی کوڑی کے لیے محتاج ہو گیا اور روزی کمانے کے لیے وطن سے باہر جانے کے قابل بھی نہ رہا۔ اس نے دنیا اور دنیا والوں سے کنارہ کشی اختیار کی اور گوشہ نشین ہو گیا۔

ان دنوں الجزیرہ کا گورنر ایک شریف الطبع اور بلند کردار شخص عکرمہ تھا۔ باتوں باتوں میں کسی نے عکرمہ سے خزیمہ کا ذکر چھیڑ دیا۔ عکرمہ کے دل میں خزیمہ کی بہت عزت تھی خزیمہ کی بدحالی کا سنکر اسے بہت دکھ ہوا۔

ایک رات جب کہ سارا شہر سو رہا تھا، عکرمہ منہ پر نقاب ڈالے چپ چاپ محل سے نکلا، ایک معتبر غلام اور ایک گھوڑا اس کے ساتھ تھا۔ عکرمہ کے ہاتھ میں ایک تھیلی تھی۔ عکرمہ خزیمہ کے مکان کے قریب پہونچا، گھوڑے کی لگام غلام کے ہاتھوں میں دی اور مکان کے دروازے پر دستک دینے لگا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا عکرمہ نے دیکھا کہ خزیمہ سامنے کھڑا ہے؛ اس نے خزیمہ کو سلام کیا اور خاموشی سے تھیلی تھما کر واپس ہونے لگا۔ خزیمہ نے اس کا دامن پکڑ لیا۔ "تم کون ہو"

عکرمہ نے کہا:

"دوست اگر اپنے آپ کو ظاہر کرنا ہوتا آدھی رات کے وقت سب سے آنکھ بچا کر اور نقاب منہ پر ڈال کر کیوں آتا؟"

خزیمہ نے کہا:

"جب تک آپ اپنا نام نہیں بتائیں گے میں آپ کا عطیہ قبول نہیں کروں گا"

عکرمہ نے جواب دیا:

"مجھے حاجب روا کہلو"

خزیمہ نے کہا:

"نہیں کچھ اور وضاحت کرو"

عکرمہ نے جھٹکا دے کر دامن چھڑا لیا اور اور ایک دم وہاں سے روانہ ہو گیا۔

ادھر عکرمہ کے محل میں عکرمہ کی بیوی نیند سے اچانک بیدار ہو گئی تھی اور اپنے خاوند کو بستر پر نہ پا کر سخت پریشان تھی۔ جب کچھ دیر کے بعد عکرمہ کمرے میں داخل ہوا تو بیوی نے اس طرح چپ چاپ غائب ہو جانے کی وجہ پوچھی:

" مجھے بتانا ہوتا تو چپکے سے کیوں جاتا"

لیکن بیوی کے اصرار پر عکرمہ کو سارا واقعہ سنانا ہی پڑا۔ عکرمہ نے بیوی سے عہد لیا کہ وہ اس واقعہ کا کسی سے تذکرہ نہیں کرے گی۔

عکرمہ کے چلے آنے کے بعد خزیمہ نے اپنی بیوی کو جا کر جگایا اور اسے تمام واقعہ سنایا خزیمہ کے کی بیوی نے کہا: "لاؤ دیکھیں اس تھیلی میں کیا ہے؟" لیکن چراغ میں تیل نہ ہونے کی وجہ سے انہیں معلوم نہ ہو سکا۔ صبح ہوتے ہی انہوں نے تھیلی کھولی اور دیکھا تو اس میں چار ہزار اشرفیاں تھیں۔

خزیمہ نے قرض ادا لیے، خانگی ضرورتیں پوری کیں۔ نئے کپڑے سلوا کر پہنے اور دمشق روانہ ہو گیا۔ دمشق میں خلیفہ سلیمان بن عبدالملک نے اس کی عزت افزائی کی اور اس سے بہت اچھی طرح پیش آیا۔

خلیفہ نے پوچھا کہ خزیمہ اتنے عرصے تک دارالحکومت سے کیوں غائب رہا؟ خزیمہ نے اپنے برے دنوں کا حال، ایک اجنبی کے اچانک تعاون کا واقعہ خلیفہ کو سنایا۔ خلیفہ نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا: کہ "اگر تمہیں وہ شریف النفس اور نیک دل شخص کہیں مل جاتے تو اسے یہاں لانا"

خزیمہ خلیفہ کے محل میں شاہی مہمان کی

حیثیت سے مقیم رہا۔

بعض حاسدوں نے عکرمہ کے خلاف خلیفہ کے کان بھر دیئے۔ خلیفہ نے فیصلہ کیا کہ عکرمہ کو الجزیرہ کی گورنری سے برطرف کرکے خزیمہ کو اس کی جگہ مقرر کیا جائے۔ چنانچہ خزیمہ جاہ و حشم کے ساتھ الجزیرہ روانہ ہوا۔ جب وہ الجزیرہ کے پاس پہونچا تو عکرمہ گورنر کا استقبال کرنے کے لیے وزیروں اور سرداروں کے ساتھ شہر سے باہر آیا۔

خزیمہ نے اپنے عہدے کا چارج لیا تو ہر چیز باقاعدہ اور باضابطہ پائی۔ البتہ خزانے میں چار ہزار اشرفیاں کم تھیں۔ عکرمہ ان کا کوئی حساب نہ دے سکا۔ عکرمہ نے تسلیم کیا کہ یہ رقم مَیں نے لی ہے۔ خزیمہ نے اس سے کہا کہ وہ خزانے میں یہ رقم واپس رکھ دے۔ عکرمہ نے معذوری ظاہر کی۔ مجبوراً خزیمہ کو خلیفہ کے پاس غبن کی اطلاع بھیجنی پڑی۔ خلیفہ کا حکم آیا

"عکرمہ کو غبن کرنے کی پاداش میں
جیل بھیج دیا جائے"

عکرمہ خوشی سے جیل چلا گیا۔ جدائی کی تاب نہ لاکر عکرمہ کی بیوی بھی ایک کنیز کے ساتھ جیل میں آگئی۔ خزیمہ شان و شوکت سے الجزیرہ پر حکومت کرتا رہا ہے اور عکرمہ قید خانے کی سختیاں جھیلتا رہا۔ ہوتے ہوتے عکرمہ کی صحت نے جواب دے دیا۔ اس کی جان کے لالے پڑ گئے۔ اب عکرمہ کی بیوی سے عکرمہ کی بیماری برداشت نہ ہو سکی۔ اس نے خاوند کو خبر کیے بغیر اپنی کنیز کو ہدایت کی کہ وہ سیدھی گورنر کے پاس جائے اور تنہائی میں اُسے بتائے کہ جو شخص برے وقت میں اس کے کام آیا تھا، اب اس کی کیا حالت ہے۔

کنیز چپ چاپ گورنر کے محل میں داخل ہوئی اور خزیمہ سے تنہائی میں ملاقات کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ کنیز نے خزیمہ کو بتایا:

"عکرمہ وہی شخص ہے جس نے بُرے
وقت میں آپ کی مدد کی تھی"

خزیمہ فوراً امرائے دربار کو لے کر قید خانے میں گیا اس کوٹھری میں جہاں عکرمہ نڈھال پڑا تھا۔ خزیمہ اس کے پاؤں پر گر پڑا اور اس سے معافی کا خواستگار ہوا۔ عکرمہ نے خزیمہ کو گلے لگا لیا:

"بھائی یہ سب قسمت کے کھیل
ہیں"

عکرمہ، عکرمہ کی بیوی اور اس کی کنیز کو خزیمہ جیل سے گھر لایا۔ ان کا علاج کیا، ان کی آسائش کی، ہر چیز مہیا کی اور انہیں محل میں ٹھہرا لیا۔

جب عکرمہ بالکل تندرست ہو گیا تو خزیمہ اسے اپنے ساتھ لے کر دمشق روانہ ہوا دار الحکومت پہونچ کر خزیمہ نے خلیفہ کو اپنے آنے کی اطلاع بھجوائی۔ خلیفہ کو اپنے گورنر کی اچانک آمد پر تردد ہوا۔ اس نے خزیمہ کو فوراً دربار میں طلب کیا۔ خلیفہ کو یہ خوف دامن گیر ہوا کہ کہیں الجزیرہ میں بدامنی پھیل گئی ہو۔

خزیمہ دربار میں حاضر ہوا۔ خلیفہ نے پوچھا الجزیرہ میں کوئی گڑبڑ تو نہیں ہو گئی؟۔

خزیمہ نے جواب دیا امیر المومنین! بالکل نہیں۔ الجزیرہ میں کامل امن و امان ہے۔

"اچانک کیسے آنا ہوا"

"امیر المومنین نے ایک مرتبہ میرے حاجت" روا کو دیکھنے کا اشتیاق ظاہر فرمایا تھا، آج مَیں اسے لے کر یہاں آیا ہوں"

خلیفہ نے کہا!

"ہاں مجھے یاد ہے، اسے فوراً پیش کرو۔ مَیں اس نیک دل انسان سے ضرور ملوں گا"

خزیمہ باہر گیا اور چند منٹ بعد عکرمہ کو ساتھ لے کر واپس آ گیا۔

خلیفہ کے حکم پر عکرمہ نے تمام ماجرا شروع سے آخر تک خلیفہ کے گوش گذار کیا۔ خلیفہ بہت خوش ہوا۔ اس نے عکرمہ کو گلے لگا لیا:

"مجھے تم پر فخر ہے کہ تم نے خزانے سے
جو رقم لی تھی اسے جائز طریقہ پر صرف
کیا تھا"

خلیفہ نے عکرمہ کو خلعت بخشی اور دوسرے بیش قیمت تحائف دیئے۔ خزیمہ نے خلیفہ سے درخواست کی:

"امیر المومنین! عکرمہ کو پھر الجزیرہ
کا گورنر مقرر فرما دیں"

عکرمہ پھر الجزیرہ کا گورنر ہو گیا۔ خزیمہ سے بھی خلیفہ نے نہایت خوشنودی کا اظہار کیا۔ دس ہزار طلائی مہر انعام دیا اور اسے آرمینیہ کا گورنر مقرر کر دیا۔

(خزیمہ اور عکرمہ — ادریس احمد)

-کتابیں —— بہترین ساتھی-

دنیا میں اگر کوئی بہترین اور سچا ساتھی ہو سکتا ہے تو وہ اچھی اور معیاری کتب ہیں۔
اور جب کتابیں دینی ہوں تو:
-پھر کیا کہنے —— سونے پر سہاگا-
دینی، تبلیغی، اصلاحی، درسی کتب، تاج کمپنی کے عکسی و رنگین، دیدہ زیب قرآن مجید اور پاکستان و دیگر ممالک کے اداروں کی جملہ اسلامی مطبوعات بازار سے بارعایت تھوک و پرچون ہم سے طلب کیجے۔

بلال احمد شاہد کتب خانہ مجیدیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

فارموں کا مرکز

ہمارے ہاں ہر قسم کی سٹیشنری کا سامان بازار سے بارعایت خریدیں
سعید سٹیشنری مارٹ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

اعلان

مورخہ ۳۱ اکتوبر ۷۵ء۔
مفکر اسلام مولانا مفتی محمود صاحب نماز جمعہ موتی مسجد مدرسہ عربیہ تبلیغ اور اسلام میانوالی میں پڑھائیں گے۔ بعد از جمعہ ایک جلسہ عام سے خطاب فرمائیں گے۔

منجانب: مولانا محمد رمضان صاحب میانوالی

رپورٹنگ:- محمد یوسف ولی اللّٰہی

حضرت مولانا سید محمد میاں (رحمۃ اللہ علیہ) کی وفات ایک عظیم المیہ ہے

اُن کی وفات پر برصغیر کے لاکھوں مسلمان سوگوار ہیں

"علماء ہند کا شاندار ماضی" کے خالق حضرت مولانا سید محمد میاں رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان میں داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گئے ہیں۔ اِنّا للہ وانّا الیہ راجعون اس سانحہ پر برصغیر کے لاکھوں عوام آج سوگوار ہیں ——— قدرت نے حضرت مرحوم کو دل و دماغ کی اعلیٰ ترین خوبیوں سے نوازا تھا۔ جمعیۃ علماء ہند کے پلیٹ فارم سے تحریک آزادی میں ان کی خدماتِ جلیلہ اور اعلیٰ کردار، نیز علماء حق کے شاندار کارناموں پر مشتمل یک جا مواد محفوظ کرنے کی بدولت برصغیر کے مسلمان ہمیشہ ان کے زیر بارِ احسان رہیں گے۔

ان کی دائمی مفارقت سے جو خلاء پیدا ہوا ہے۔ شائد وہ کبھی بھی پورا نہ ہو سکے گا۔ لیکن ہم اُن کے یادگار ورثہ — علمی اور تاریخی کتابوں — سے استفادہ کر کے اپنے لئے آج بھی راہیں متعین کر سکتے ہیں۔ ان کی تصنیفات ہمارے لئے مینارہ نور ثابت ہو سکتی ہیں۔ حال ہی میں انہوں نے تحریک شیخ الہند" کے نام سے ایک کتاب لکھی تھی جس میں بہت سے پوشیدہ رازوں سے پردہ اٹھایا گیا۔ غرض ان کی ملی و تاریخی خدمات کو کبھی بھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

حضرت مولانا سعید احمد رائے پوری مدظلہ سرپرست اعلیٰ، مرکزی صدر جناب محمد اسلوب قریشی اور مرکزی ناظم عمومی جناب سید مطلوب علی زیدی نے ان کی وفات حسرتِ آیات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔ اور دعا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ جگہ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

شکارپور

گذشتہ دِنوں شکارپور میں ضلع سکھر ضلع جیکب آباد، اور ضلع خیرپور کی شاخوں کے ارکان اکٹھے ہوئے جن کی تعداد تقریباً ایک سو تھی۔ اس اجلاس کی تین نشستیں ہوئیں۔ پہلی عمومی نشست میں مختلف طالبعلم رہنماؤں اور علماء کرام نے خطاب کیا۔

دوسری نشست

ضلع خیرپور کے ارکان جمعیۃ کی ہوئی۔ اس کی صدارت حضرت مولانا غلام قادر صاحب سرپرست جمعیۃ طلباء اسلام (صوبہ سندھ) نے کی۔ اس نشست میں مختلف فیصلے ہوئے، نومبر ۱۹۷۵ء کو ضلعی میٹنگ خیرپور میں منعقد کرنے کا فیصلہ بھی ہوا۔

تیسری نشست

اجلاس کی تیسری نشست میں ضلع سکھر کی تمام شاخوں کے عہدیدار اور ارکان شریک ہوئے۔ اس نشست کی صدارت صوبہ سندھ کے صدر جناب سید عبدالغفور شاہ نے کی۔ حضرت مولانا غلام قادر مدظلہ اور جناب شیخ اقبال بھی اس میں شریک ہوئے۔ ضلعی کنوینر بنا کر اس کے چار معاون بنا دیئے گئے۔ ضلع سکھر کا سینئر شکار مقرر کیا گیا آئندہ ضلعی اجلاس ۱۳ نومبر ۱۹۷۵ء کو ۳۰ بجے مدرسہ قادریہ میں ہوگا۔

ہم نے محدود وسائل کے باوجود

آپ کی خواہش پر

سنہ ۱۳۹۶ھ کیلنڈر سنہ ۱۹۷۶ء

چھاپنے کا آرڈر دے دیا ہے

دیدہ زیب، اعلیٰ کاغذ، بڑا سائز، سنہری چھپائی ہجری، اور عیسوی تاریخیں۔

سال گذرنے کے بعد تاریخوں والا حصہ کاٹ کر بقیہ حصہ (جو انتہائی خوبصورت ہوگا) کو فریم بھی کروایا جا سکے گا۔

محدود تعداد میں چھپوایا جا رہا ہے جلد از جلد مطلوبہ تعداد سے آگاہ کیجئے اور آرڈر بھیجئے۔

رقم کا پیشگی آنا ضروری ہے۔ بصورت دیگر بذریعہ وی، پی منگوا لیجئے ادھار قطعاً نہیں دیا جائیگا۔

قیمت ۳/- روپئے

ملنے کا پتہ
عزیز پبلی کیشنز ۵۱ میکلوڈ روڈ لاہور

دریاخان

گذشتہ دنوں جمعیتہ طلبأ اسلام دریاخان کا ایک اجلاس مدرسہ فیض الاسلام میں ہوا۔ اجلاس جناب چودھری خلیل احمد کے زیر صدارت ہوا۔ تلاوت کلام پاک کے بعد جناب محمد ایاز شیخ۔ جناب جلیل احمد (صدر) جناب محمد اشرف (ناظم عمومی) اور جناب محمد اکرم فاروق (ناظم نشریات) نے تقاریر کیں۔

علاوہ ازیں محمد یامین کنوینر ہائی سکول نے بھی تقریر کی۔ آخر میں جناب صدر نے صدارتی خطبہ دیا۔ انہوں نے نوجوانوں کو ہمہ تن کام کرنے کی تلقین کی۔ اور کہا کہ طلبأ کو جمعیتہ طلبأ اسلام کے پروگرام سے روشناس کرائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اپنے کردار، افعال، اور اخلاق کو بھی اسلام کے مطابق ڈھالیں۔

شمولیت:

اجلاس کے آخر میں درج ذیل ساتھیوں نے جمعیتہ طلبأ اسلام میں شمولیت کا اعلان کیا۔

جناب محمد یعقوب، جناب محمد عباس، جناب محمد ریاض شاہد، جناب فضل الرحمان،

پندران

(ضلع قلات بلوچستان)

گذشتہ دنوں جمعیتہ طلبأ اسلام پندران کا ایک ہنگامی اجلاس زیر صدارت مولانا سید عزت اللہ شاہ منعقد ہوا۔ عہدیداران کے علاوہ تمام ارکان نے بھی شرکت کی، جس میں جمعیتہ علماء اسلام کے رہنماؤں پر قائم کردہ بلاوجہ مقدمات کی مذمت کی گئی۔ اور حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ ان مقدمات کو غیر مشروط طور پر واپس لے

انتخابات

ضلع سکھر (سندھ)

کنوینر: جناب محمد صدیق سومرو،
معاون: " رضا محمد سیٹھار
برائے خان پور، رستم، جرار پہوڑ، سومرانی حاجی کلہوڑو، نور محمد سجراح

جناب غلام قادر بروہی برائے شکارپور، چک، محمد آباد، گڑھی یٰسین کاکیپوٹہ، میاں جو گوٹھ، جنوں شریف

جناب محمد اسلم برائے سکھر، روہڑی

اور جناب امداد اللہ کورائی برائے پنو عاقل، گھوٹکی، عادل پور،

نوٹ: جناب محمد صدیق سومرو سے مدرسہ قادریہ کالج روڈ شکارپور کے ایڈریس پر رابطہ قائم کیا جا سکتا ہے۔

محمد پور سنساراں

(ضلع بہاولنگر)

صدر: جناب حافظ سعید احمد فاروقی گورنمنٹ مڈل سکول،
نائب صدر: جناب محمد بلال ساقی گورنمنٹ مڈل سکول،
ناظم عمومی: جناب عطاء اللہ ساقی مدرسہ عربیہ،
ناظم: جناب محمد اظہر جاوید گورنمنٹ مڈل سکول،
ناظم نشریات: جناب محمد اسلم قادری گورنمنٹ مڈل سکول،
خازن: جناب محمد احمد
ناظم دفتر: " ظہیر حسین

پھر آگیا ہوں گردشِ دوراں کو ٹال کے

عزم

(6)

مختلف نشیب و فراز سے گذرنے کے بعد چھپ کر تیار ہو گیا ہے

محض نعرہ بازی سے مقصد کا حصول ناممکن ہے۔
(قائد طلبأ محمد اسلوب قریشی)

علماء حق کا شاندار ماضی — ایک جھلک۔
(سید مطلوب علی زیدی)

اعتدال کی راہ

سلامتی کا راستہ، عظیم جدوجہد ایک تحریک (محمد فاروق قریشی)

اصول انقلاب (محمد یوسف ولی اللٰہی)

طلبأ کی ذمہ داریاں (امجد علی شاکر)

کامیابی کے اصول (ابوالفہیم بھٹہ)

صدف کی قید میں رہ کر ہی ہوتا ہے گہر پیدا، (نظم)
(سلمان گیلانی)

جمعیتہ کی سرگرمیاں
(تنظیمی دورے، انتخابات، تربیتی پروگرام شمولیت)
(رپورٹر)

جلد از جلد مطلوبہ تعداد سے آگاہ کیجئے۔ رقم پیشگی آنا ضروری ہے یا بذریعہ وی پی منگوائیے۔ قیمت ۱/ از دو پیسہ

کیا پاکستان میں اسلامی نظام نافذ ہو سکتا ہے؟

یہ وہ سوال ہے جو بظاہر بڑا مشکل اور پیچیدہ نظر آتا ہے لیکن حضرت مفتی محمود مدظلہٗ نے صوبہ سرحد میں اسلامی نظام نافذ کر کے اس کا عملاً جواب دے دیا ہے اور اس پروپیگنڈے کو بھی زائل کر دیا ہے کہ علماء نظامِ حکومت چلانے کے اہل نہیں تفصیلات کے لئے —

وددیش وزیر اعلیٰ کا

دورِ محمود

پڑھیئے، خوبصورت کتابت و طباعت، عمدہ کاغذ — قیمت صرف ۱ روپیہ

ملنے کا پتہ

عزیز پبلی کیشنز ۵۶ میکلوڈ روڈ لاہور

فون: ۶۷۷۱۵ | ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور | رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۱۳۲

ذرا ٹھہریئے!

آپ نے اپنی گاڑی چیک کرلی ہے؟

اگر پٹرول ختم ہوگیا ہو تو پی بی ایس کا سپر انجن آئل ڈلوائیے۔ طویل مسافت تک آپ کا ساتھ دیگا۔ پاکستان برما شیل کی دیگر معیاری مصنوعات کے لیے ہم سے رجوع کریں۔

ٹبہ پٹرولیم سروس ملتان روڈ
بٹہ سلطان پور۔

واحد کلام ـــ کا ـــ ایک دام

کیا آج کل معیاری اور صحیح کپڑا نہیں ملتا؟

مایوس نہ ہوں؟

ہمارے ہاں ہر قسم کی کوالٹی کا صحیح اور معیاری کپڑا دستیاب ہے۔ تشریف لائیے۔

حافظ کلاتھ ہاؤس نزد جامع مسجد جہانیاں
ضلع ملتان

مجاہدینِ جنگِ آزادی

اور

علماءِ حق کی واحد جماعت

جمعیۃ علماء اسلام

کا رکن بنئے

پاکستان میں نظام شریعت کے عملی نفاذ کی کوششوں میں حصہ لیں۔ اور اپنے احباب کو بھی اس مقصد کے لیے رضامند کریں۔ ضلع ملتان میں ہر سطح پر ممبر سازی کا کام شروع ہوچکا ہے۔ تعاون فرمائیے۔

ممبر سازی کے فارم دفتر ضلع ملتان سے طلب کریں

رکن سازی آخر ذوالحج تک جاری رہے گی۔

منجانب: مولانا فضل الخالق، محمد یامین، عبدالشکور صاحبان، اراکین جمعیۃ علماء اسلام بٹہ سلطان پور۔

اہم کتابیں اور رعائتی قیمتیں!

۱- مرقاۃ عربی شرح مشکوٰۃ از ملا علی قاری کاغذ امیٹیشن آرٹ رعایتی قیمت ۴۲۵ - طباعت جدید ٹائپ
۲- تفسیر روح المعانی عربی از علامہ آلوسی بغدادی کامل ۱۵ جلد غیر مجلد کاغذ امیٹیشن آرٹ قیمت ۵۵۰-
۳- الجوہرۃ النیرہ عربی شرح قدوری کامل دو جلدیں غیر مجلد گلیز۔ قیمت -/۴۰ - مراقی الفلاح عربی شرح نور الایضاح، جدید ٹائپ کاغذ سفید گلیز قیمت ۱۴ - ۵ - اسلام کا اقتصادی نظام مجلد از مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی عکسی گلیز قیمت ۱۵، ۶- سیرت طیبہ مجلد۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقدس پر بہترین کتاب۔ قیمت ۱۵ روپے

پتہ: مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان

بیڈ شیٹ کے ایکسپورٹرز کے لیے نادر موقع

حسین ٹیکس کی
لاثانی پیش کش!

حسین ٹیکس کی پختہ رنگ خوشنما اور دیدہ زیب ڈیزائنوں میں بیڈ شیٹ کی ہول سیل خرید نیز بنارسی پوتھ ساڑھیاں سوٹ، سلمہ ستارہ، گرم سوٹنگ کشمیری چادروں کشمیری شالوں اور ریشمی سوتی کپڑے کیلیے ہمارے مصنوعات آپکی شخصیت کی تکمیل کا ایک حصہ ہوں گی۔

الحسن کلاتھ ہاؤس چوک بازار ملتان

اُف اللہ! میرے پاؤں میں چھالے پڑ گئے!

اس لئے کہ

جوتے آرام دہ نہ تھے۔

جی ہاں

آرام دہ، سبک رفتار، اعلےٰ کوالٹی، اعلےٰ ورائٹی، ٹکس دام، نت نئے خوشنما و دیدہ زیب رنگوں اور خوبصورت ڈیزائنوں میں بے مثال و پائیدار پازیب صرف پازیب محل ہی کے ہو سکتے ہیں۔ آج ہی تشریف لائیے

پازیب محل کا نشان ہے اعلیٰ جوتوں کی پہچان

میسرز: **پازیب محل**
شاپنگ سنٹر حسین آگاہی ملتان

دنیا کی کثیر الاشاعت تبلیغی کتاب

تبلیغی نصاب عکسی و مجلد

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم کی شہرۂ آفاق اور لاثانی تصنیف کی مقبولیتِ عامہ محتاجِ تعارف نہیں

عتیق اکیڈمی

نے اپنے مخصوص معیار اور اصول طباعت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس عظیم کتاب کو شائع کرنے کا شرف حاصل کیا ہے

قیمت -/۲۴ روپے۔

اس کے علاوہ دینی، تبلیغی، اصلاحی اور درس نظامی کی جملہ کتب بارعایت طلب کیجیے

نوٹ: تاجروں کیلیے خصوصی رعایت ہے۔ فہرست کتب مفت طلب کریں۔

ناشر: عتیق اکیڈمی ۴/B شاہ عالم مارکیٹ لاہور ملتان میں ملنے کا پتہ: مکتبہ شرکت علمیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان